بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 6

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

8 رجب 1443 ہجری قمری • 10 تبلیغ 1401 ہجری شمسی • 10 فروری 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَوۡ تَرٰۤی اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَی النَّارِ فَقَالُوۡا یٰلَیۡتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا وَنَکُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۸﴾ (الانعام:28)

ترجمہ: اور کاش تُو دیکھ سکتا کہ جب وہ آگ کے پاس (ذرا) ٹھہرائے جائیں گے تو کہیں گے اَے کاش! ایسا ہوتا کہ ہم واپس لوٹا دیئے جاتے، پھر ہم اپنے ربّ کی آیات کی تکذیب نہ کرتے اور ہم مومنین میں سے ہو جاتے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4 فروری 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دور کرنے میں کچھ حصہ لے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

امر مقدّر

فرمایا: ’’ابھی ہمارے مخالفوں میں سے بہت سے آدمی ایسے بھی ہیں جن کا ہماری جماعت میں داخل ہونا مقدر ہے۔ وہ مخالفت کرتے ہیں پر فرشتے ان کو دیکھ کر ہنستے ہیں کہ تم بالآخر ان ہی لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے۔ وہ ہماری مخفی جماعت ہے جو کہ ہمارے ساتھ ایک دن مل جائے گی۔‘‘

اِس زمانہ کی بڑی عبادت

’’ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے اس کے دور کرنے میں کچھ حصہ لے جاوے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اس فتنہ کے دور کرنے میں ہر ایک حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں، چاہیے کہ اپنی تقریر اور علم کے ساتھ اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اٹھاوے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں ہی اجر پالیا تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب لو، جس کا انتہا نہیں۔ ہر ایک کو خدا کی توحید و تفرید کیلئے ایسا جوش ہونا چاہیے۔ جیسا خود خدا کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہیں؟ اگر اس وقت میں کوئی کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر بے حیائی سے ہمارے نبی پر اتہام لگائے جائے اور لوگوں کو گمراہ کرتا جائے تو یاد رکھو کہ وہ بے شک بڑی باز پرس کے نیچے ہے۔ چاہیے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تم کو حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث سے ثابت ہے کہ اگر تم دجال کو نہ مارو تب بھی وہ تو مر ہی جائے گا۔ مثل مشہور ہے ہر کمالے را زوالے۔ تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں اور اب وقت قریب ہے کہ اُس کا خاتمہ ہو جاوے ہر ایک کا فرض ہے کہ جہانتک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 355، 356 تا 357، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدینہ کی فضیلت

(1871) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی بستی (میں جانے) کا حکم ہوا جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی۔ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ (بستی) مدینہ ہے جو (بُرے) لوگوں کو (ردّی کی طرح) نکال دے گی، جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔

نوٹ: حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں: مدینہ کی حرمت اسی صورت میں کما حقہ قائم رہ سکتی تھی کہ شریر طبقہ اس میں نہ رہے۔ بعد کے واقعات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی حرف بحرف تصدیق کی۔ یہودی قبائل نے معاہدہ توڑا اور بیرونی دشمنوں سے خفیہ سازشیں کر کے مدینہ پر حملہ کروایا بالآخر اپنی غداری کے نتیجہ میں یکے بعد دیگرے مدینہ سے نکال دیئے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کا دوسرا حصہ بھی اس وقت پورا ہوا جب مدینہ عالم اسلامی کا مرکز اوّل بنا اور خلفائے راشدین کے عہد مبارک میں عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں۔ دوسری بستیوں کو کھا جانے کا مفہوم بھی یہی ہے کہ وہ مغلوب ہو جائیں گی۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب فضائل المدینۃ، مطبوعہ 2008)

......☆......☆......☆......

اگر ساری کائنات ایک زنجیر کی کڑیوں پر مشتمل ہے تو اس کا بنانے والا ایک ہی خدا تسلیم کرنا پڑے گا

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ نحل آیت 23 اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ مُّنۡکِرَۃٌ وَّہُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ جو فرمایا کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ یہ خالی دعویٰ نہیں۔ قرآن کریم جب منکروں سے خطاب کرتا ہے تو صرف دعویٰ پیش نہیں کرتا کیونکہ ان پر خالی دعویٰ کا اثر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ایسے موقعہ پر دو میں سے ایک طریق اختیار کرتا ہے یا تو دعویٰ بیان کرنیکے بعد ہی اسکے دلائل دیتا ہے یا دلائل بیان کر کے بعد میں اسکا نتیجہ پیش کرتا ہے اور یہی دو طبعی طریق ہیں جن سے انسانی دماغ تسلی پاتا ہے اور دونوں اپنے اپنے رنگ میں نہایت مؤثر ہیں۔ بعض دفعہ دعویٰ بیان کر کے بعد میں دلائل دینا مفید ہوتا ہے اور بعض دفعہ واقعات بیان کر کے بعد میں انکا طبعی نتیجہ بیان کرنا مفید ہوتا ہے۔ اس جگہ دوسرا طریق اختیار کیا ہے اور پہلی آیات کا عقلی نتیجہ پیش کیا ہے۔

پہلی آیات میں دو مضمون بیان ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ سب کائنات ایک ہی رشتہ میں پروئی ہوئی ہے اور ایک چیز کا دوسری پر انحصار ہے۔ انسان کی پیدائش اصل ہے۔ اسکی غذا اول حیوانی ہے۔ حیوان درختوں وغیرہ سے غذا حاصل کرتے ہیں۔ آگے وہ درخت اور بوٹیاں آسمانی پانی سے پلتے ہیں اور وہ پانی انسان کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ پھر اسی پانی سے نباتات اُگتی ہیں جو انسان کی غذائیں بنتی ہیں۔ یہ سب اشیاء رات دن سورج چاند اور ستاروں کی تاثیرات سے نشو ونما پاتی ہیں۔ دوسری طرف ان کے قیام کا ذریعہ سمندر ہے جس میں پانی کا ذخیرہ رہتا ہے اور اس سے پانی چھن کر پھر انسانوں کو ملتا ہے اور اس سمندر کو اپنے حال پر رکھنے کیلئے پہاڑ ہیں جو پانی جمع رکھتے ہیں۔ وہاں سے دریاؤں کے ذریعہ سے پانی بہتا ہے جو خاص راستوں پر چل کر سمندر میں آ کر گر جاتا ہے اور سطح زمین پر پھیل نہیں جاتا کہ زمین انسانوں کی رہائش کے قابل نہ رہے۔ ان سب امور سے ایک واضح نتیجہ نکلتا ہے اور وہ یہ کہ دنیا کی ہر چیز ایک دوسرے سے وابستہ ہے اور دنیا متفرق چیزوں کا مجموعہ نہیں بلکہ اس کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے ایک زنجیر کی کڑیاں۔ اگر ایک کڑی نکال دی جائے تو زنجیر، زنجیر نہیں رہتی۔ اسی طرح کائنات میں سے ایک چیز کو نکال دو ساری دنیا تباہ ہو جائے گی۔ سمندر خشک کر دو پانی ختم ہو جائیگا دریا خشک کر دو سمندر خشک ہو جائیگا۔ اس نشیب کو جو دریاؤں کیلئے راستہ بناتا ہے دور کر دو سب دنیا پر پانی پھیل جائیگا اور زمین رہائش کے قابل نہ رہے گی۔ پہاڑ مٹا دو زمین پر زلزلے آئیں گے اور انسان ہلاک ہو جائے گا۔ دریاؤں کیلئے پانی کا ذخیرہ باقی نہ رہے گا اور وہ سارا پانی یکدم سمندر میں جا گرائیں گے اگر ایک طرف دنیا سیلاب کی نظر ہو گی تو دوسری طرف سال بھر تک پانی کے مہیا رہنے کی صورت مفقود ہو جائے گی۔ چاند ستاروں کو مٹا دو تو جو ان کی وجہ سے پیدائش عالم پر اثر ہے وہ جاتا رہے گا اور زمین اپنی حالت پر نہ رہے گی۔ سورج کو الگ کر دو یہ بادلوں کا سلسلہ جاتا رہے گا اور لوگ پانی کو ترس جائیں گے اور سبزیوں کا پکنا بند ہو جائے گا اور انسان کی صحت خراب ہو جائے گی اور اسکی حیوانی غذا کے پیدا ہونے کا بھی امکان نہ رہے گا۔ غرض یہ سب کائنات مل کر انسان کی خدمت کر رہی ہے اور اس کا ہر حصہ دوسرے حصہ کے قیام کا ذریعہ ہے۔ جب یہ حال ہے تو پھر دو خدا کا عقیدہ کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ اگر دنیا کو کئی خداؤں نے پیدا کیا ہے تو وہ کون سا حصہ ہے جس کے بارہ میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ دوسرے سے آزاد ہے کہ سمجھا جا سکے کہ اسے کسی اور نے پیدا کیا ہو گا اور اگر ساری کائنات ایک زنجیر کی کڑیوں پر مشتمل ہے تو اس کا بنانے والا ایک ہی خدا تسلیم کرنا پڑے گا۔ سوائے اسکے کہ یہ کہا جائے کہ خدا تعالیٰ میں سب کائنات بنانے کی قدرت نہ تھی۔ اس لئے کئی خداؤں نے مل کر کام تقسیم کر لیا اور پہلے سے تجویز کردہ نقشہ کے مطابق ہر اک نے اپنا اپنا حصہ پورا کیا لیکن یہ عقیدہ مشرکوں کا بھی نہیں اور ہے بھی خلاف عقل کیونکہ ناقص وجود خدا نہیں ہو سکتے۔ پس اس دلیل کی موجودگی میں ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ تمہارا خدا وہی ہے جو ایک ہے۔

دوسرا مضمون پہلی آیات میں یہ بتایا گیا تھا کہ وہ سب وجود جن کو خدا کہا جاتا ہے فوت ہو چکے ہیں۔ پس جب وہ فوت ہو چکے ہیں تو پھر بھی ایک ہی خدا باقی رہ جاتا ہے جو موت سے بالا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 151، مطبوعہ 2010 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 21 جنوری 2022ء (مکمل متن)

خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ یو.کے 2021

خطاب حضور انور بر موقع کانفرنس AMRA 2019

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

گیمبیا کے صحافیوں کے ساتھ حضور کی آن لائن پریس کانفرنس

افتتاح ’’سرائے ناصر‘‘ گیسٹ ہاؤس انصار اللہ برطانیہ

اعلان نکاح: فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب

نماز جنازہ حاضر | وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِی العَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کا پُرشوکت چیلنج غالب رہنے کی صورت میں پانچ سو روپے نقد انعام کا وعدہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب ”اربعین نمبر 4“ رُوحانی خزائن جلد 17 سے پیش کر رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو جو دن رات آپؑ کی تکذیب اور تحقیر کرتے تھے، خود کو عالم فاضل اور آپؑ کو نادان اور جاہل قرار دیتے تھے، انہیں آپؑ نے متعدد دفعہ عربی فصیح و بلیغ میں تحریر و تصنیف کے مقابلہ کی دعوت دی لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی کے آپؑ کے مقابلہ پر آئے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی بھی آپؑ کے شدید مخالفوں میں سے تھا اور اسے قرآن فہمی کا دعویٰ بھی تھا لہٰذا سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں عربی میں قرآن کریم کی تفسیر کے مقابلہ کی دعوت دی۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور ان جیسے علماء کا کام اور دن رات کا پیشہ یہ تھا کہ عوام الناس کو آپؑ کے خلاف بہکاتے اور جھوٹ اور فریب سے انہیں جوش دلاتے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسے لوگوں کو چیلنج دینے اور مقابلہ پر بلانے کا مقصد یہ ہوتا تھا تا کہ عوام پر یہ حقیقت واضح ہو کہ آپؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کیساتھ ہے اور یہ مخالفت کرنیوالے گھٹیا اور ذلیل لوگ ہیں جن کیساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا کوئی نام و نشان تک نہیں۔ انکی مخالفت میں دیانت اور سچائی کا کوئی دخل نہیں۔ یہ اپنی مخالفت میں ہر قسم کے مکر و فریب اور جھوٹ کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ غرض کہ اچھی طرح اتمام حجت کی خاطر اور عوام الناس کو دھوکا اور فریب سے بچانے کیلئے اور ان پر حقیقت واضح کرنے کیلئے آپؑ نے مخالفین کو چیلنج پر چیلنج دیا۔ چالیس دن کے اندر نشان دکھانے کا وعدہ کیا ہر طرح سے انکی تسلی کرنی چاہی لیکن جو دل کا صاف اور حق کا متلاشی نہ ہو اسے یہ چیزیں کب فائدہ دے سکتی ہیں۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالمقابل قرآن کریم کی کسی بھی سورۃ کی چالیس آیات کی تفسیر فی البدیہہ ایک جلسہ میں لوگوں کے رُوبرو لکھنے کا چیلنج دیا لیکن پیر صاحب نے بڑی چالاکی سے اس رنگ میں راہِ فرار اختیار کی کہ بھاگ بھی جائیں اور اپنے مُریدوں کے سامنے ان کی پردہ دری بھی نہ ہو۔ اس کے بعد مزید اتمام حجت کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب تحفہ گولڑویہ تصنیف فرمائی اور وفاتِ مسیح اور اپنے دعویٰ کے اثبات میں دلائل تحریر فرمائے اور ان دلائل کو توڑنے پر پچاس روپے کا انعام پیر صاحب کے لئے مقرر فرمایا۔ اس چیلنج کا ذکر ہم گزشتہ کسی شمارہ میں کر چکے ہیں۔ چونکہ پیر صاحب کے مُریدوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پورے لاہور میں شور مچا رکھا تھا کہ ہار گئے اور لاہور مقابلہ کے لئے نہیں آئے، لہٰذا مزید اتمام حجت کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا اور اس کے لئے پانچ سو روپے کا انعام بھی رکھا۔ اور اس کیلئے آپؑ نے پیر صاحب کو اجازت دی کہ بے شک اپنے گھر میں بیٹھ کر لکھیں اور ساری دُنیا کے علماء میں سے جس سے چاہے مدد لے لیں اور اس کیلئے آپؑ نے ستّر دن کی میعاد رکھی۔ وعدہ کے مطابق آپؑ نے میعاد کے اندر سورہ فاتحہ کی تفسیر پر مشتمل کتاب اعجاز المسیح تصنیف فرمائی لیکن مہر علی کو کچھ بھی لکھنے کی توفیق نہ ملی۔ اس تمام رُوداد کی تفصیل ہم ذیل میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی جو سخت مکذب ہیں اُنکے ساتھ ایک طریق فیصلہ

مندرجہ بالا عنوان کے تحت سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو قرآن مجید کی چالیس آیات کی تفسیر لکھنے کا چیلنج دیتے ہوئے اپنے اشتہار 20 جولائی 1900 میں لکھا :

”یہ صاحب جن کا نام عنوان میں درج ہے یعنی مہر علی شاہ صاحب ضلع راولپنڈی کے سجادہ نشینوں میں سے ایک بزرگ ہیں۔ وہ اپنے رسمی مشیخت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس سلسلہ آسمانی کو مٹا دیں۔ چنانچہ اسی غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس بات پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ اور چونکہ ان لوگوں کے خیالات بالکل پست اور محدود ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے تمام ذخیرہ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکتے جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔“

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی حدیث میں نہیں لکھا کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا اگر کوئی ایسی حدیث ہے تو پیش کرنی چاہئے۔ سیّد الرسل تو آسمان میں چڑھتا یا اُترتا نظر نہ آیا تو کیا مسیح اُترتا نظر آجائے گا۔ فرمایا: سوائے مسلمانوں کی نسل ان خیالات سے باز آجاؤ، خدا سے ڈرو اور ضد اور حسد سے باز آجاؤ۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا :

”اگر مہر علی شاہ صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو مَیں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راستباز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا تعالیٰ کی تائید ہوتی ہے۔

(1) ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنی مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے اس لئے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے جیسا کہ آیت یَجْعَلْ لَکُمْ فُرْقَانًا اس کی شاہد ہے۔

(2) انکو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ آیت لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ اسکی شاہد ہے۔

(3) انکی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اسکی گواہ ہے۔

سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکالیں اور اس میں چالیس آیت یا ساری صورت (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اوّل یہ دُعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اُس کو تُو اس جلسہ میں اس سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک رُوحانی قوت عطا فرما اور رُوح القدس سے اس کی مدد کر اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اُس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا لوگ معلوم کر لیں کہ تُو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس کی تائید سے محروم ہے۔ پھر اس دُعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار۔ اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک فریق چپکے چپکے بغیر آواز سُنانے کے اپنے ہاتھ سے لکھے تا اس کی فصیح عبارت اور معارف کے سننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کر سکے۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کیلئے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے گی اور زانو بزانو لکھنا ہوگا نہ کسی پردہ میں۔ ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کیلئے فریق ثانی کی تلاشی کر لے اس احتیاط سے کہ وہ پوشیدہ طور پر کسی کتاب سے مدد نہ لیتا ہو اور لکھنے کیلئے فریقین کو سات گھنٹہ کی مہلت ملے گی۔ مگر ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی دن میں اس تفسیر کو گواہوں کے رُوبرو ختم کرنا ہوگا اور جب فریقین لکھ چکیں تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا سنائی جائیں گی۔ اور ان ہر سہ مولوی صاحبوں کا یہ کام ہوگا کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کون سی تفسیر اور عبارت تائید رُوح القدس سے لکھی گئی ہے اور ضروری ہوگا کہ اُن تینوں عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلہ میں داخل ہو اور نہ مہر علی شاہ کا مُرید ہو اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی عبد اللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں جو اُن کے مُرید اور پیرو نہ ہوں۔ مگر ضرور یہ ہوگا کہ یہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً اپنی رائے ظاہر کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلیٰ درجہ اور تائید الٰہی سے ہے لیکن یہ حلف اس حلف سے مشابہ ہونی اہئے جس کا ذکر قرآن میں قذفِ محسنات کے باب میں ہے جس میں تین دفعہ قسم کھانا ضروری ہے۔ اور دونوں فریق پر یہ واجب اور لازم ہوگا کہ ایسی تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے کسی حالت میں بیس ورق سے کم نہ ہو......پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے بھی ہو سکا مگر انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ مَیں اقرار کروں گا کہ حق، پیر مہر شاہ کے ساتھ ہے اور اس صورت میں مَیں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعویٰ کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا۔ میری طرف سے یہی تحریر کافی ہے جس کو مَیں آج بہ ثبت شہادت بیس گواہان کے اس وقت لکھتا ہوں لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ صاحب کی زبان بند ہو گئی نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقائق و معارف سورہ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں اور لازم ہوگا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس دن کے عرصہ میں شائع کر دیں۔

مَیں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا کہ جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرین کریں۔ کیونکہ مَیں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی دعا کریں۔ اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ اُن کی دُعا کو ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں اس لئے آسمان پر اُن کی عزت نہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 100، اشتہار نمبر 230، ایڈیشن جولائی 2019 مطبوعہ قادیان)

ضمیمہ اشتہار دعوت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیر مہر علی شاہ کے علاوہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء کو بھی چیلنج دیا۔ آپؑ نے لکھا :

پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہزارہا مُرید یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ علم میں اور حقائق اور معارفِ دین میں اور علوم ادبیہ میں اس ملک کے تمام مولویوں سے بڑھ کر ہیں۔ اسی وجہ سے مَیں نے اس امتحان کے لئے پیر صاحب موصوف کو اختیار کیا ہے کہ تا ان کے مقابلہ سے خدا تعالیٰ کا وہ نشان ظاہر ہو جائے جو اُس کے مرسلین اور مامورین کی ایک خاص علامت ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اس ملک کے بعض علماء ناحق کی شیخی سے یہ خیال کریں کہ ہم قرآن شریف کے جاننے اور زبان عربی کے علم ادب میں پیر صاحب موصوف پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یا کسی آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کے وقت یہ عذر پیش کر دیں کہ پیر صاحب موصوف کا مغلوب ہونا ہم پر حجت نہیں ہے اور اگر ہمیں اس مقابلہ کے لئے بلایا جاتا تو ضرور ہم غالب آتے۔ اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان تمام بزرگوں کو بھی اس مقابلہ سے باہر نہ رکھا جائے اور خود ظاہر ہے کہ جس قدر مقابلہ کرنے والے کثرت سے میدان میں آئیں گے اسی قدر الٰہی نشان کی عظمت بڑی قوت اور سطوت سے ظہور میں آئے گی

باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خدا کے نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر اسے اتار دے قبل اس کے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے
پس اب اللہ کا نام لے کر چلو اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی (الحدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائی

تاریخ میں یہ ذکر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ میں دو مرتبہ مؤاخات قائم فرمائی، ایک دفعہ ہجرت سے پہلے مکّہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ میں

غزوۂ بدر کیلئے روانگی کے وقت صحابہ کے پاس ستر اونٹ تھے اس لیے ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کیلئے مقرر کیا اور ہر ایک باری باری سوار ہوتا تھا
حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے

حضرت ابوبکرؓ سائبان میں ننگی تلوار سونت کر آپؐ کے پاس حفاظت کیلئے کھڑے رہے ''اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر خدا کے حضور گریہ وزاری سے دعائیں کیں اور لکھا ہے کہ سارے لشکر میں صرف آپؐ ہی تھے جو رات بھر جاگے باقی سب لوگ باری باری اپنی نیند سو لئے۔''

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 رجنوری 2022ء بمطابق 21 رصلح 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے). یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آج کل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ مدینہ پہنچنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائی۔ چنانچہ اس بارے میں سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ مدینہ کے قیام کا سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھا۔ جس جگہ آپؐ کی اونٹنی آ کر بیٹھی تھی وہ مدینہ کے دو مسلمان بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی جو حضرت اَسعد بن زُرارہؓ کی نگرانی میں رہتے تھے۔ یہ ایک افتادہ جگہ تھی جس کے ایک حصہ میں کہیں کہیں کھجوروں کے درخت تھے اور دوسرے حصہ میں کچھ کھنڈرات وغیرہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسجد اور اپنے حجرات کی تعمیر کیلئے پسند فرمایا اور دس دینار میں (یعنی اس وقت اس زمانے میں اس کی جو قیمت لگی وہ آپ نے یہاں روپوں میں لگائی تھی) بہرحال دس دینار میں زمین خرید لی گئی اور جگہ کو ہموار کر کے اور درختوں کو کاٹ کر مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہو گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا مانگتے ہوئے سنگِ بنیاد رکھا اور جیسا کہ قبا کی مسجد میں ہوا تھا صحابہ نے معماروں اور مزدوروں کا کام کیا جس میں کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شرکت فرماتے تھے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 269)

جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ مسجد کیلئے اور حجرات کیلئے یہ جو جگہ تھی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دینار میں خریدی تھی اور روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے مال سے یہ رقم ادا کی گئی تھی۔

(المواہب اللدنیہ، جلد 1، صفحہ 316، بناء المسجد النبوی، مطبوعہ المکتب الاسلامی 2004ء)

مسجد کی تعمیر کے بارے میں مزید تفصیل یوں ملتی ہے۔ تعمیر شروع ہونے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ایک اینٹ رکھی۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلایا تو انہوں نے آپؐ کی اینٹ کے ساتھ ایک اینٹ رکھی۔ پھر حضرت عمرؓ کو بلایا جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی اینٹ کے ساتھ ایک اینٹ رکھی۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے انہوں نے حضرت عمرؓ کی اینٹ کے ساتھ ایک اینٹ رکھی۔

ایک اَور روایت میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد تعمیر کی تو آپؐ نے بنیاد میں ایک پتھر رکھا اور حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اپنا پتھر میرے پتھر کے ساتھ رکھو۔ پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اپنا پتھر ابوبکرؓ کے پتھر کے ساتھ رکھو۔ پھر حضرت عثمانؓ سے فرمایا: اپنا پتھر عمرؓ کے پتھر کے ساتھ رکھو۔

(السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، باب الہجرۃ، صفحہ 90، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002)

محرم 7 رہجری میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر سے فاتح و کامران لوٹے تو آپؐ نے مسجد نبویؐ کی توسیع اور تعمیرِ نَو کا ارشاد فرمایا۔ اس دفعہ بھی آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مل کر مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔

(ماخوذ از جستجوئے مدینہ، صفحہ 446، اورینٹل پبلی کیشنز پاکستان)

عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مکانوں کیلئے زمین عطا فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے ان کے گھر کی جگہ مسجد کے پاس مقرر فرمائی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 93 ''ابوبکر الصدیق'' ومن بنی تیم بن مرّۃ بن کعب، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت ابوبکرؓ کی مؤاخات کے بارے میں روایات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت خارجہ بن زیدؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ (الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، جلد 2، صفحہ 190، خارجہ بن زید، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 93 ''ابوبکر الصدیق'' ومن بنی تیم بن مرّۃ بن کعب۔ دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت عمرؓ کے ساتھ مؤاخات مکہ میں ہوئی تھی۔ اسکے بارے میں روایت آتی ہے کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ جو مؤاخات کی روایت ملتی ہے یہ مؤاخات مکہ میں ہوئی تھی۔ جیسا کہ علامہ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے وہ مؤاخات منسوخ فرما دی سوائے دو مؤاخات کے۔ وہ دو مؤاخات قائم رہیں جن میں سے ایک آپ کے اور حضرت علیؓ کے درمیان تھی اور دوسری حضرت حمزہؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے درمیان تھی۔

(تاریخ دمشق الکبیر لابن عساکر، جلد 16، جزء 32، صفحہ 63 عبداللہ بن عثمان بن قحافہ، دار احیاء التراث العربی بیروت 2001ء)

مؤاخات کب ہوئی؟ اس بارے میں تاریخ میں یہ ذکر ملتا ہے کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی۔ چنانچہ صحیح بخاری کے شارح علامہ قَسطَلَانِی بیان کرتے ہیں کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی؛ پہلی مرتبہ ہجرت سے قبل مکہ میں مسلمانوں کے درمیان ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان اور حضرت حمزہؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے درمیان، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان اور حضرت علیؓ اور اپنے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین اور انصار کے درمیان حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں مؤاخات قائم فرمائی۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو صحابہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی یعنی پچاس مہاجرین اور پچاس انصار کے درمیان۔

(ماخوذ از ارشاد الساری، شرح صحیح بخاری، جزء 7، صفحہ 133، حدیث نمبر 3937، دار الفکر 2010ء)

غزوۂ بدر اور حضرت ابوبکرؓ اس بارے میں ذکر ملتا ہے کہ غزوۂ بدر رمضان 2 رہجری مطابق مارچ 623ء میں ہوئی۔ (سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 349)

غزوۂ بدر کیلئے روانگی کے وقت صحابہ کے پاس ستر اونٹ تھے اس لیے ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کیلئے مقرر کیا اور ہر ایک باری باری سوار ہوتا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ (ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ، باب ذکر مغازیہ، جلد 2، صفحہ 204، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

بدر کیلئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانگی فرمائی تو اس کے ذکر میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے قافلے کی روک تھام کیلئے مدینہ سے نکلے جو شام کی طرف سے آ رہا تھا۔ جب مسلمانوں کا قافلہ ذَفِرَان کی وادی میں پہنچا، یہ مدینہ کے نواح میں صَفْرَاء کے قریب ایک وادی ہے تو آپؐ کو قریش کے بارے میں خبر ملی کہ وہ اپنے تجارتی قافلہ کو بچانے کیلئے نکل پڑے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا اور ان کو یہ خبر دی کہ مکہ سے ایک لشکر انتہائی تیز رفتاری سے نکل پڑا ہے اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ کیا لشکر کے مقابلہ میں تجارتی قافلہ تم کو زیادہ پسند ہے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ یعنی ایک گروہ نے کہا ہم دشمن کے مقابلہ میں تجارتی قافلے کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ذکر ملتا ہے کہ ایک گروہ نے کہا کہ آپؐ نے ہم سے جنگ کا ذکر کیوں نہ کیا تاکہ ہم اس کی تیاری کر لیتے۔ ہم تو تجارتی قافلے کیلئے نکلے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! آپ کو تجارتی قافلے کی طرف ہی جانا چاہیے اور آپؐ دشمن کو چھوڑ دیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو

گیا۔ حضرت ابوایوبؓ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہی واقعہ ہے کہ کَمَآ اَخۡرَجَكَ رَبُّكَ مِنۡۢ بَيۡتِكَ بِالۡحَـقِّ ۖ وَاِنَّ فَرِيۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَـكٰرِهُوۡنَ (الانفال:6) کہ جیسے تیرے رب نے تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکالا تھا حالانکہ مومنوں میں سے ایک گروہ اسے یقیناً ناپسند کرتا تھا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوگئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی۔ پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور گفتگو کی اور بہت عمدہ گفتگو کی۔ پھر حضرت مقدادؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! جس کا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے اسی طرف چلیے۔ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپؐ سے یہ نہ کہیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ فَاذۡهَبۡ اَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوۡنَ (المائدۃ:25) پس جا تُو اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ آپؐ کے ساتھ مل کر قتال کریں گے جب تک ہم میں جان ہے۔ اللہ کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے اگر آپؐ ہمیں برک الغماد بھی لے کر چلیں تو ہم آپؐ کے ہمراہ تلواروں سے لڑائی کرتے ہوئے چلتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ ہم وہاں پہنچ جائیں۔

برک الغماد مکہ سے پانچ رات کی مسافت پر ایک شہر ہے جو سمندر سے متصل ہے۔ بہر حال حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا، وہ اس بات پر چمک اٹھا اور آپؐ اس بات پر بہت زیادہ مسرور ہوئے۔ (السیرۃ الحلبیہ، باب ذکر مغازیہ، جلد 2، صفحہ 205-206، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) (معجم البلدان، جلد اول، صفحہ 475، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذَفِرَان سے روانہ ہوئے اور بدر کے قریب پڑاؤ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص سوار ہوا۔ ابن ہشام کے مطابق وہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کی بجائے حضرت قتادہ بن نُعمانؓ یا حضرت مُعاذ بن جَبَلؓ تھے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ایک بوڑھے شخص کے پاس رکے اور اس سے قریش کے متعلق اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں دریافت کیا اور یہ کہ ان کے بارے میں کیا خبر ہے؟

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 421، غزوۃ بدر الکبریٰ، ذکر الرسولؐ وابوبکر یتعرفان اخبار قریش، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (السیرۃ الحلبیۃ، جلد 2، صفحہ 207، ذکر مغازیہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

جب میدانِ بدر میں جمع ہو گئے تو وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک سائبان بنایا گیا تھا۔ اس کی تیاری کے بارے میں لکھا ہے ''سعد بن معاذ رئیس اوس کی تجویز سے صحابہ نے میدان کے ایک حصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک سائبان سا تیار کر دیا اور سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سائبان کے پاس باندھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ اس سائبان میں تشریف رکھیں اور ہم اللہ کا نام لے کر دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں...... اور سعدؓ اور بعض دوسرے انصار اس کے گرد پہرہ دینے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے اسی سائبان میں رات بسر کی۔'' ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سائبان میں ننگی تلوار سونت کر آپؐ کے پاس حفاظت کیلئے کھڑے رہے'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر خدا کے حضور گریہ وزاری سے دعائیں کیں اور لکھا ہے کہ سارے لشکر میں صرف آپؐ ہی تھے جو رات بھر جاگے۔ باقی سب لوگ باری باری اپنی نیند سو لئے۔''

(سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ 357) (سبل الھدیٰ، جلد 11، صفحہ 398 دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کے بارے میں حضرت علیؓ سے ایک روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے صحابہ کے ایک گروہ سے پوچھا کہ مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ بہادر شخص کے متعلق بتاؤ۔ حضرت علیؓ نے پوچھا تو لوگوں نے جواب دیا کہ آپؓ یعنی حضرت علیؓ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ جب بدر کا دن تھا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سائبان تیار کیا۔ پھر ہم نے کہا کہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی مشرک نہ پہنچ پائے تو اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ گیا مگر حضرت ابوبکرؓ تلوار کو سونتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے پاس کھڑے ہو گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مشرک نہیں پہنچے گا مگر پہلے وہ ابوبکرؓ سے مقابلہ کرے گا۔

(السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 214، باب ذکر مغازیہ ﷺ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ صحابہؓ میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور پھر انہوں نے کہا کہ جنگِ بدر میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک علیحدہ چبوترہ بنایا گیا تو اس وقت سوال پیدا ہوا کہ آج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا کام کس کے سپرد کیا جائے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً ننگی تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس انتہائی خطرہ کے موقع پر نہایت دلیری کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کا فرض سرانجام دیا۔'' (تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 364-365)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپؐ بدر کے دن ایک بڑے خیمے میں تھے کہ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ کہ اے میرے اللہ! مَیں تجھے تیرے ہی عہد اور تیرے ہی وعدے کی قسم دیتا ہوں۔ اے میرے ربّ! اگر تُو ہی مسلمانوں کی تباہی چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! بس کیجیے۔ آپؐ نے اپنے ربّ سے دعا مانگنے میں بہت اصرار کر لیا ہے اور آپ زرہ پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ خیمہ سے نکلے اور آپؐ یہ پڑھ رہے تھے سَيُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَيُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوۡعِدُهُمۡ وَالسَّاعَةُ اَدۡهٰى وَاَمَرُّ (القمر:46-47) عنقریب یہ سب کے سب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما قیل فی درع النبی ﷺ والقمیص فی الحرب، حدیث: 2915)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ بدر والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپؐ کے صحابہ تین سو انیس تھے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو بلند آواز سے پکارتے رہے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَّنِي اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِي اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ یعنی اے اللہ! جو تُو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔ اے اللہ! جو تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما۔ اے اللہ! اگر تُو نے مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ قبلے کی طرف منہ کیے دونوں ہاتھ پھیلائے آپؐ مسلسل اپنے رب کو بلند آواز سے پکارتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھوں سے گر گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ کی چادر اٹھائی اور آپؐ کے کندھوں پر ڈال دی۔ پھر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے سے چمٹ گئے اور عرض کیا، اے اللہ کے نبیؐ! آپؐ کی اپنے رب کے حضور الحاح سے بھری ہوئی دعا آپؐ کیلئے کافی ہے۔ وہ آپؐ سے کیے گئے وعدے ضرور پورے فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذۡ تَسۡتَغِيۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَـكُمۡ اَنِّىۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰۤـئِكَةِ مُرۡدِفِيۡنَ (الانفال:10) یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا اس وعدے کے ساتھ کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ پس اللہ نے ملائکہ کے ساتھ آپ کی مدد فرمائی۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر واباحۃ الغنائم، حدیث نمبر 4588)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بدر کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر یہ بھی فرمایا کہ لشکر کفار میں بعض ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو اپنے دل کی خوشی سے اس مہم میں شامل نہیں ہوئے بلکہ رؤساء قریش کے دباؤ کی وجہ سے شامل ہو گئے ہیں ورنہ وہ دل میں ہمارے مخالف نہیں۔ اسی طرح بعض ایسے لوگ بھی اس لشکر میں شامل ہیں جنہوں نے مکہ میں ہماری مصیبت کے وقت میں ہم سے شریفانہ سلوک کیا تھا اور ہمارا فرض ہے کہ ان کے احسان کا بدلہ اتاریں۔ پس اگر کسی ایسے شخص پر کوئی مسلمان غلبہ پائے تو اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے اور آپؐ نے خصوصیت کے ساتھ قسم اوّل میں عباس بن عبدالمطلب اور قسم ثانی میں اَبُو الْبَخْتَرِي کا نام لیا اور ان کے قتل سے منع فرمایا مگر حالات نے کچھ ایسی ناگریز صورت اختیار کی کہ اَبُو الْبَخْتَرِي قتل سے بچ نہ سکا گو اسے مرنے سے قبل اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہے۔'' صحابہ سے یہ فرمانے کے بعد''...... آپؐ سائبان میں جا کر پھر دعا میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی ساتھ تھے اور سائبان کے ارد گرد انصار کی ایک جماعت سعد بن معاذؓ کی زیر کمان پہرہ پر متعین تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میدان میں سے ایک شور بلند ہوا اور معلوم ہوا کہ قریش کے لشکر نے عام حملہ کر دیا ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت رقت کی حالت میں خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے دعائیں کر رہے تھے اور نہایت اضطراب کی حالت میں فرماتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْاَرْضِ۔ اے میرے خدا! اپنے وعدوں کو پورا کر۔ اے میرے مالک! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج اس میدان میں ہلاک ہو گئی تو دنیا میں تجھے پوجنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اور اس وقت آپؐ اس قدر کرب کی حالت میں تھے کہ کبھی آپؐ سجدہ میں گر جاتے تھے اور کبھی کھڑے ہو کر خدا کو پکارتے اور آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھوں سے گر گر پڑتی تھی اور حضرت ابوبکرؓ اسے اٹھا اٹھا کر آپؐ پر ڈال دیتے تھے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا تو مَیں آپؐ کے سائبان کی طرف بھاگا جاتا تھا لیکن جب بھی مَیں گیا مَیں نے آپؐ کو سجدہ میں گڑگڑاتے ہوئے پایا اور مَیں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ۔ یعنی اے میرے زندہ خدا! اے میرے زندگی بخش آقا! حضرت ابوبکرؓ آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر بے چین ہوئے جاتے تھے اور کبھی کبھی بے ساختہ عرض کرتے تھے یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آپؐ گھبرائیں نہیں۔ اللہ اپنے وعدے ضرور پورے کرے گا۔ مگر اس سچے مقولہ کے مطابق کہ ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔'' یعنی ہر کوئی جتنی معرفت رکھتا ہے اتنا ہی وہ ڈرتا ہے۔'' آپؐ برابر دعا اور گریہ وزاری میں مصروف رہے۔'' (سیرت خاتم النبیین ﷺ، صفحہ 360-361)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ''بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ظہور میں آیا وہ بھی چشم بصیرت رکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کرنے کیلئے کافی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا کس قدر خوف تھا۔ جنگِ بدر کے موقع پر جبکہ دشمن کے مقابلہ میں آپؐ اپنے جاں نثار بہادروں کو لے کر پڑے ہوئے تھے۔ تائیدِ الٰہی کے آثار ظاہر تھے۔ کفار نے اپنے قدم جمانے کیلئے پختہ زمین پر ڈیرے لگائے تھے اور مسلمانوں کیلئے ریت کی جگہ چھوڑی تھی لیکن خدا نے بارش بھیج کر کفار کے خیمہ گاہ میں کیچڑ ہی کیچڑ کر دیا اور مسلمانوں کی جائے قیام مضبوط ہو گئی۔ اسی طرح اَور بھی تائیداتِ سماوی ظاہر ہو رہی تھیں لیکن باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کا خوف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر ایسا غالب تھا کہ سب وعدوں اور نشانات کے باوجود اس کے غنا کو دیکھ کر گھبراتے تھے اور بے تاب ہو کر اسکے حضور میں دعا فرماتے تھے کہ مسلمانوں کو فتح دے۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ...... نبی کریمؐ جنگ بدر میں گول خیمہ میں تھے اور فرماتے تھے کہ اے میرے خدا! مَیں تجھے تیرے عہد اور وعدے یاد دلاتا ہوں اور ان کے ایفاء کا طالب ہوں۔ اے میرے رب! اگر تُو ہی (مسلمانوں کی تباہی) چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

اس پر حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! بس کیجئے۔ آپؐ نے تو اپنے رب سے دعا کرنے میں حد کر دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت زرہ پہنی ہوئی تھی۔ آپؐ خیمہ سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ ابھی ان لشکروں کو شکست ہو جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے بلکہ یہ وقت ان کے انجام کا وقت ہے اور یہ وقت ان لوگوں کے لئے نہایت سخت اور کڑوا ہے۔ اللہ اللہ! خوف خدا کا ایسا تھا کہ باوجود وعدوں کے اسکے غناء کا خیال تھا لیکن یقین بھی ایسا تھا کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی تو باآواز بلند سنا دیا کہ مَیں ڈرتا نہیں بلکہ خدا کی طرف سے مجھے علم ہو چکا ہے کہ دشمن شکست کھا کر ذلیل و خوار ہو گا اور ائمۃ الکفر یہیں مارے جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔''

(سیرۃ النبی ﷺ، انوار العلوم، جلد 1، صفحہ 466-467)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف میں بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں پر فتح پانے کا وعدہ دیا گیا تھا مگر جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونا اور دعا کرنا شروع کیا اور دعا کرتے کرتے یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا یعنی اے میرے خدا! اگر آج تُو نے اس جماعت کو (جو صرف تین سو تیرہ آدمی تھے) ہلاک کر دیا تو پھر قیامت تک کوئی تیری بندگی نہیں کرے گا۔ ان الفاظ کو جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا تو عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ اس قدر بے قرار کیوں ہوتے ہیں؟ خدا تعالیٰ نے تو آپؐ کو پختہ وعدہ دے رکھا ہے کہ مَیں فتح دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر اس کی بے نیازی پر میری نظر ہے یعنی کسی وعدہ کا پورا کرنا خدا تعالیٰ پر حق واجب نہیں ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 255-256)

جب گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائباں سے نیچے تشریف لائے اور لوگوں کو قتال پر ابھارا۔ لوگ اپنی صفوں میں اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود خوب قتال کیا اور آپؐ کے پہلو بہ پہلو حضرت ابوبکر صدیقؓ قتال کرتے رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی بے نظیر شجاعت سامنے آئی۔ آپؓ ہر سرکش کافر سے لڑنے کیلئے تیار تھے اگرچہ آپؓ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ اس معرکے میں آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن کفار کی جانب سے لڑنے کیلئے آئے تھے اور عرب میں سب سے بڑے بہادروں میں سے ایک سمجھے جاتے تھے اور قریش میں تیراندازی میں سب سے بڑے ماہر تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اپنے والد حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا: بدر کے دن آپ میرے سامنے واضح نشان و ہدف پر تھے لیکن مَیں آپؓ سے ہٹ گیا اور آپؓ کو قتل نہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اگر تُو میرے نشانے پر ہوتا تو مَیں تجھ سے نہ ہٹتا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از علی محمد صلابی، صفحہ 108-109، مکتبہ الفرقان پاکستان)

اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ مختلف امور پر باتیں شروع ہوگئیں۔ حضرت عبدالرحمٰن جو حضرت ابوبکر رضی اللہ کے بڑے بیٹے تھے اور جو بعد میں مسلمان ہوئے بدر یا احد کی جنگ میں کفار کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ انہوں نے کھانا کھاتے ہوئے باتوں باتوں میں کہا کہ اباجان اس جنگ میں جب فلاں جگہ سے آپؓ گذرے تھے تو اس وقت میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا اور میں اگر چاہتا تو حملہ کر کے آپؓ کو ہلاک کر سکتا تھا مگر میں نے کہا اپنے باپ کو کیا مارنا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا نے تجھے ایمان نصیب کرنا تھا اس لئے تُو بچ گیا ورنہ خدا کی قسم! اگر مَیں تجھے دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد نہم، صفحہ 588)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق مشورہ اور اس میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے کیا تھی؟ اور اسکے بعد حضرت ابوبکرؓ کی رائے کے مطابق ہی عمل کیا گیا۔ اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ’’مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کے متعلق کیا کرنا چاہئے۔ عرب میں بالعموم قیدیوں کو قتل کر دینے یا مستقل طور پر غلام بنا لینے کا دستور تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت پر یہ بات سخت ناگوار گزرتی تھی اور پھر ابھی تک اس بارہ میں کوئی الٰہی احکام بھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میری رائے میں تو ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ آخر یہ لوگ اپنے ہی بھائی بند ہیں اور کیا تعجب کہ کل کو انہی میں سے فدایانِ اسلام پیدا ہو جائیں۔ مگر حضرت عمرؓ نے اس رائے کی مخالفت کی اور کہا کہ دین کے معاملہ میں رشتہ داری کا کوئی پاس نہیں ہونا چاہئے اور یہ لوگ اپنے افعال سے قتل کے مستحق ہو چکے ہیں۔ پس میری رائے میں ان سب کو قتل کر دینا چاہئے بلکہ حکم دیا جاوے کہ مسلمان خود اپنے ہاتھ سے اپنے اپنے رشتہ داروں کو قتل کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فطری رحم سے متاثر ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور قتل کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ جو مشرکین اپنا فدیہ وغیرہ ادا کر دیں انہیں چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ بعد میں اسی کے مطابق الٰہی حکم نازل ہوا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صفحہ 367-368)

مدینہ میں ایک دفعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ بیمار ہو گئے۔ اس بارے میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے۔ آپؓ بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ کو بخار ہو گیا۔ کہتی تھیں میں ان دونوں کے پاس گئی اور پوچھا۔ ابا! آپؓ اپنے تئیں کیسا پاتے ہیں؟ اور بلال تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ آپؓ کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ کو بخار ہوتا تو یہ شعر پڑھتے

کُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِیْ أَھْلِہٖ   وَالْمَوْتُ أَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ

ہر شخص جو اپنے گھر والوں میں صبح کو اٹھتا ہے تو اسے سلامتی کی دعائیں دی جاتی ہیں اور حالت یہ ہے کہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے نزدیک تر ہوتی ہے۔ اور حضرت بلالؓ جب ان کا بخار اتر جاتا تو بلند آواز سے رو کر بعض شعر پڑھتے تھے جس میں مکہ کی اردگرد کی آبادیوں کا ذکر ہوتا اور اس کو یاد کر رہے ہوتے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور سارا احوال آپؐ سے بیان کیا یعنی حضرت ابوبکرؓ نے کیا کہا اور حضرت بلالؓ کیا کہتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! مدینہ بھی ہمیں ایسا ہی پیارا بنا دے جیسا کہ ہمیں مکہ پیارا ہے یا اس سے بھی بڑھ کر اور اس کو صحت بخش مقام بنا اور ہمارے لیے اس کے صاع میں اور مُد میں برکت دے۔ یہ مُد اور صاع وزن کے پیمانے ہیں اور اس کے بخار کو یہاں سے لے جا کر جُحْفَہ کی طرف منتقل کر دے۔ جُحْفَہ مکہ سے مدینہ کی جانب بیاسی میل کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار بَابُ مَقْدَمُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِہٖ الْمَدِیْنَۃَ، حدیث: 3926) (شَرح الزَّرْقَانِیْ، جلد 2، صفحہ 172، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

غزوۂ احد کے بارے میں روایات ہیں کہ یہ غزوہ شوال تین ہجری بمطابق 624ء میں مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان ہوا۔ تین ہجری کے آخر پر قریش مکہ اور ان کے حلیف قبیلوں پر مشتمل لشکر کے مدینہ پر چڑھائی کی اطلاع ملی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کر کے قریش کے حملہ کے بارے میں آگاہ کر کے ان سے مشورہ مانگا کہ آیا مدینہ میں ہی رہ کر ان کا مقابلہ کیا جائے یا باہر نکلا جائے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 483-484)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کر کے ان سے قریش کے اس حملہ کے متعلق مشورہ مانگا کہ آیا مدینہ میں ہی ٹھہرا جائے یا باہر نکل کر مقابلہ کیا جاوے۔ مشورہ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے حملے اور ان کے خونی ارادوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ آج رات مَیں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے اور نیز مَیں نے دیکھا کہ میری تلوار کا سر ٹوٹ گیا ہے۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ گائے ذبح کی جارہی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط اور محفوظ زرہ کے اندر ڈالا ہے اور ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک مینڈھا ہے جس کی پیٹھ پر میں سوار ہوں۔ صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہؐ! آپؐ نے اس خواب کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گائے کے ذبح ہونے سے تو مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے صحابہ میں سے بعض کا شہید ہونا مراد ہے اور میری تلوار کے کنارے کے ٹوٹنے سے میرے عزیزوں میں سے کسی کی شہادت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ یا شاید خود مجھے اس مہم میں کوئی تکلیف پہنچے اور زرہ کے اندر ہاتھ ڈالنے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حملہ کے مقابلہ کیلئے ہمارا مدینہ کے اندر ٹھہرنا زیادہ مناسب ہے اور مینڈھے پر سوار ہونے والے خواب کی آپ نے یہ تاویل فرمائی کہ اس سے کفار کے لشکر کا سردار یعنی علمبردار مراد ہے جو اِن شاء اللہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے مارا جائے گا۔

اسکے بعد آپ نے صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا کہ موجودہ صورتحال میں کیا کرنا چاہیے؟ بعض اکابر صحابہ نے حالات کے اونچ نیچ کو سوچ کر اور شاید کسی قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب سے متاثر ہو کر یہ رائے دی کہ مدینہ میں ہی ٹھہر کر مقابلہ کرنا مناسب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی رائے کو پسند فرمایا اور کہا کہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدینہ کے اندر رہ کر اس کا مقابلہ کریں لیکن اکثر صحابہ نے خصوصاً نوجوانوں نے، جو بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہوئے تھے اور اپنی شہادت سے خدمتِ دین کا موقع حاصل کرنے کیلئے بے تاب تھے، بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ شہر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں مقابلہ کرنا چاہیے۔ ان لوگوں نے اس قدر اصرار کے ساتھ اپنی رائے پیش کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوش کو دیکھ کر ان کی بات مان لی اور فیصلہ فرمایا کہ ہم کھلے میدان میں نکل کر کفار کا مقابلہ کریں گے اور پھر جمعہ کی نماز کے بعد آپؐ نے مسلمانوں میں عام تحریک فرمائی کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے اس غزوہ میں شامل ہو کر ثواب حاصل کریں۔ اسکے بعد آپؐ اندرونِ خانہ تشریف لے گئے جہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مدد سے آپؐ نے عمامہ باندھا اور لباس پہنا اور پھر ہتھیار لگا کر اللہ کا نام لیتے ہوئے باہر تشریف لے آئے لیکن اتنے عرصہ میں یہ جو نوجوان تھے ان کو بعض صحابہ کے کہنے پر اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ جب یہ احساس ان کو ہوا تو اکثر ان میں سے پشیمانی کی طرف مائل تھے۔ جب ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہتھیار لگائے اور دوہری زرہ اور خود وغیرہ پہنے ہوئے تشریف لاتے دیکھا تو ان کی ندامت اَور بھی زیادہ ہوگئی اور انہوں نے قریباً یک زبان ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! ہم سے غلطی ہوگئی کہ ہم نے آپؐ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر اصرار کیا۔ آپؐ جس طرح مناسب خیال فرماتے ہیں اسی طرح کارروائی فرمائیں۔ ان شاء اللہ اسی میں برکت ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خدا کے نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر اسے اتار دے قبل اس کے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے۔ پس اب اللہ کا نام لے کر چلو اور اگر تم نے صبر سے کام لیا تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 484 تا 486)

غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ کون ہے جو اس کا حق ادا کرے؟ اس موقع پر جن اصحاب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ تلوار ان کو عنایت کی جائے ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ (شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ، جلد 2، صفحہ 404، غزوۃ احد، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کون ہے جو اسے لے کر اس کا حق ادا کرے۔ بہت سے صحابہ نے اس فخر کی خواہش میں اپنے ہاتھ پھیلائے۔ جن میں حضرت عمرؓ اور زبیرؓ بلکہ روایات کی رو سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ مگر آپؐ نے اپنا ہاتھ روکے رکھا اور یہی فرماتے گئے۔ کوئی ہے جو اسکا حق ادا کرے؟ آخر اَبُودُجانہ انصاریؓ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! مجھے عنایت فرمائیے۔ آپؐ نے یہ تلوار انہیں دے دی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 489)

غزوہ احد میں جب کفار نے پلٹ کر حملہ کیا اور مسلمانوں کو ہزیمت اٹھانی پڑی تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہ خبر مشہور ہوئی کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کے اعلان اور کچھ لوگوں کے منتشر ہو جانے کے بعد سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ پڑی۔ ان کا بیان ہے کہ مَیں نے خود کے درمیان میں سے آپؐ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر بلند آواز سے پکارا اے مسلمانو! خوش ہو جاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت زبیر بن عَوَّامؓ اور حضرت حَارِثْ بِن صِمَّہؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ تھے۔

(ماخوذ از تاریخ الطبری لابی جعفر محمد بن جریر طبری غزوہ احد، جلد 3، صفحہ 70، دارالفکر بیروت 2002ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے موت پر بیعت لی۔ جب بظاہر مسلمانوں کی پسپائی ہوئی تھی تو وہ ثابت قدم رہے اور اپنی جان پر کھیل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے لگے یہاں

تک کہ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے۔ ان بیعت کرنے والے خوش نصیبوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سہل بن حُنَیفؓ اور حضرت اَبُودُجانہؓ شامل تھے۔

(الاصابہ، جزء 3، صفحہ 431، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2005ء)

غزوۂ احد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مزید لکھا ہے کہ ’’جو صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع تھے انہوں نے جو جان نثاریاں دکھائیں تاریخ ان کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ یہ لوگ پروانوں کی طرح آپؐ کے ارد گرد گھومتے تھے اور آپؐ کی خاطر اپنی جان پر کھیل رہے تھے۔ جو وار بھی پڑتا تھا صحابہ اپنے اوپر لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے تھے اور ساتھ ہی دشمن پر بھی وار کرتے جاتے تھے۔ حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے بے تحاشا دشمن پر حملے کئے اور ان کی صفوں کو دھکیل دھکیل دیا۔ ابوطلحہ انصاریؓ نے تیر چلاتے چلاتے تین کمانیں توڑیں اور دشمن کے تیروں کے مقابل پر سینہ سپر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کو اپنی ڈھال سے چھپایا۔ سعد بن وقاصؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور سعدؓ یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ نے سعدؓ سے فرمایا۔ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ برابر تیر چلاتے جاؤ۔ سعدؓ اپنی آخری عمر تک آپؐ کے ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔ اَبُودُجانہؓ نے بڑی دیر تک آپؐ کے جسم کو اپنے جسم سے چھپائے رکھا اور جو تیر یا پتھر آتا تھا اسے اپنے جسم پر لیتے تھے حتی کہ ان کا بدن تیروں سے چھلنی ہو گیا مگر انہوں نے اف تک نہیں کی تا ایسا نہ ہو کہ ان کے بدن میں حرکت پیدا ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا کوئی حصہ ننگا ہو جاوے اور آپؐ کو کوئی تیر آ لگے۔ طلحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کیلئے کئی وار اپنے بدن پر لئے اور اسی کوشش میں ان کا ہاتھ شل ہو کر ہمیشہ کیلئے بیکار ہو گیا مگر یہ چند گنتی کے جاں نثار اس سیلاب عظیم کے سامنے کب تک ٹھہر سکتے تھے جو ہر لحظہ مہیب موجوں کی طرح چاروں طرف سے بڑھتا چلا آتا تھا۔ دشمن کے ہر حملہ کی ہر لہر مسلمانوں کو کہیں کا کہیں بہا کر لے جاتی تھی مگر جب ذرا زور تھمتا تھا مسلمان بیچارے لڑتے بھڑتے پھر اپنے محبوب آقا کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ بعض اوقات تو ایسا خطرناک حملہ ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عملاً اکیلے رہ جاتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت ایسا آیا کہ آپؐ کے ارد گرد صرف بارہ آدمی رہ گئے اور ایک وقت ایسا تھا کہ آپؐ کے ساتھ صرف دو آدمی ہی رہ گئے۔ ان جان نثاروں میں حضرت ابوبکرؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ بن وقاص، اَبُودُجانہؓ انصاری، سعدؓ بن معاذ اور طلحہؓ انصاری کے نام خاص طور پر مذکور ہوئے ہیں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ، صفحہ 495-496)

غزوۂ احد کے دوران جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تو اس وقت کا جو نقشہ حضرت ابوبکرؓ نے کھینچا ہے اس کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب یوم احد کا تذکرہ کرتے تو فرماتے وہ دن سارے کا سارا طلحہؓ کا تھا۔ پھر اس کی تفصیل بتاتے کہ مَیں ان لوگوں میں سے تھا جو احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس لوٹے تھے تو مَیں نے دیکھا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کرتے ہوئے لڑ رہا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپؓ نے فرمایا وہ آپؐ کو بچا رہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کاش! طلحہ ہو۔ مجھ سے جو موقع رہ گیا سو رہ گیا اور مَیں نے دل میں کہا کہ میری قوم میں سے کوئی شخص ہو تو یہ مجھے زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس وقت یہ سوچا۔ کہتے ہیں اور میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک شخص تھا جس کو مَیں نہیں پہچان سکا حالانکہ مَیں اس شخص کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھا اور وہ اتنا تیز چل رہا تھا کہ مَیں اتنا تیز نہ چل سکتا تھا تو دیکھا کہ وہ شخص ابوعبیدہ بن جراحؓ تھے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپؐ کا رَبَاعِید انت یعنی سامنے والے دو دانتوں اور نوکیلے دانت کے درمیان والا دانت ٹوٹ چکا تھا اور چہرہ زخمی تھا۔ آپؐ کے رخسار مبارک میں خود کی کڑیاں دھنس چکی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اپنے ساتھی کی مدد کرو۔ اس سے آپ کی مراد طلحہ تھی اور ان کا خون بہت بہہ رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے یہ کہ مجھے دیکھو فرمایا کہ طلحہ کو جا کے دیکھو۔ ہم نے ان کو رہنے دیا اور میں آگے بڑھا تا خود کی کڑیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے نکال سکوں۔ اس پر حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ میں آپؓ کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ آپؓ اسے میرے لیے چھوڑ دیں۔ پس میں نے ان کو چھوڑ دیا اور ابوعبیدہ نے ناپسند کیا کہ ان کڑیوں کو ہاتھ سے کھینچ کر نکالیں اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچے تو انہوں نے ان کڑیوں کو اپنے منہ سے نکالنے کی کوشش کی اور ایک کڑی کو نکالا تو کڑی کے ساتھ ان کا اپنا سامنے کا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ پھر دوسری کڑی نکالنے کیلئے میں آگے بڑھا کہ میں بھی ایسا ہی کروں جیسا انہوں نے کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مَیں بھی اسی طرح دوسری کڑی نکالنے کی کوشش کرتا ہوں تو حضرت ابوعبیدہؓ نے پھر کہا کہ مَیں آپؓ کو اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ آپؓ اسے میرے لیے چھوڑ دیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا تو پھر حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹ گئے تو انہوں نے پھر ویسا ہی کیا جیسا پہلے کیا تھا تو ابوعبیدہ کا سامنے کا دوسرا دانت بھی کڑی کے ساتھ ٹوٹ گیا۔ پس ابوعبیدہ سامنے کے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاج معالجہ سے فارغ ہو کر طلحہ کے پاس آئے۔ وہ ایک گڑھے میں تھے تو دیکھا کہ ان کے جسم پر نیزے تلوار اور تیروں کے کم و بیش ستر زخم تھے اور ان کی انگلی بھی کٹی ہوئی تھی تو ہم نے ان کی مرہم پٹی کی۔ (سبل الہدیٰ، جلد 4، صفحہ 199-200، غزوہ احد، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (لغات الحدیث زیر لفظ رباعی نعمانی، کتب خانہ لاہور 2005ء)

حضرت اَبُوعُبَیدہؓ کے علاوہ حضرت عُقبَہ بن وَہبؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں بھی روایت میں ملتا ہے کہ انہوں نے یہ کڑیاں نکالیں۔ (شرح زرقانی، جلد 2، صفحہ 425، غزوہ احد، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) لیکن بہرحال پہلی روایت زیادہ بہتر ہے۔

غزوۂ احد کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے تو کفار بھی آپؐ کے پیچھے آئے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ابوسفیان نے تین بار پکار کر کہا: کیا ان لوگوں میں محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اسے جواب دینے سے روک دیا۔ پھر اس نے تین بار پکار کر پوچھا: کیا لوگوں میں ابوقحافہ کا بیٹا ہے یعنی ابوبکر؟ پھر تین بار پوچھا: کیا ان لوگوں میں ابن خطاب یعنی عمر ہے؟ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا یہ جو تھے وہ تو مارے گئے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور بولے اے اللہ کے دشمن! بخدا تم نے جھوٹ کہا ہے۔ جن کا تم نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں۔ جو بات ناگوار ہے اس میں سے ابھی تیرے لیے بہت کچھ باقی ہے۔ (صحیح بخاری، کِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالِاخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ، وَعُقُوبَةِ مَنْ عَصَى إِمَامَهُ، حدیث نمبر 3039)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہو کر بے ہوش ہونے اور اسکے بعد کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آ گیا اور صحابہ نے چاروں طرف میدان میں آدمی دوڑا دیئے کہ مسلمان پھر اکٹھے ہو جائیں۔ بھاگا ہوا لشکر پھر جمع ہونا شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ جب دامنِ کوہ میں بچا کھچا لشکر کھڑا تھا تو ابوسفیان نے بڑے زور سے آواز دی اور کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہ دیا تا ایسا نہ ہو دشمن حقیقت حال سے واقف ہو کر حملہ کر دے اور زخمی مسلمان پھر دوبارہ دشمن کے حملہ کا شکار ہو جائیں۔ جب اِسلامی لشکر سے اِس بات کا کوئی جواب نہ ملا تو ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ اس کا خیال درست ہے اور اس نے بڑے زور سے آواز دے کر کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھی حکم فرمایا کہ کوئی جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے آواز دی ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا۔ تب عمرؓ جو بہت جوشیلے آدمی تھے انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہنا چاہا کہ ہم لوگ خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور تمہارے مقابلہ کیلئے تیار ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مسلمانوں کو تکلیف میں مت ڈالو اور خاموش رہو۔ اب کفار کو یقین ہو گیا کہ اِسلام کے بانی کو بھی اور ان کے دائیں بائیں بازو کو بھی ہم نے مار دیا ہے۔ اِس پر ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں نے خوشی سے نعرہ لگایا اُعْلُ هُبَل۔ اُعْلُ هُبَل۔ ہمارے معزز بت ہبل کی شان بلند ہو کہ اس نے آج اِسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی موت کے اعلان پر، ابوبکرؓ کی موت کے اعلان پر اور عمرؓ کی موت کے اعلان پر خاموشی کی نصیحت فرما رہے تھے تا ایسا نہ ہو کہ زخمی مسلمانوں پر پھر کفار کا لشکر لوٹ کر حملہ کر دے اور مٹھی بھر مسلمان اس کے ہاتھوں شہید ہو جائیں اب جبکہ خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں مارا گیا تو آپؐ کی روح بے تاب ہو گئی اور آپؐ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلّ۔ اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلّ۔ تم جھوٹ بولتے ہو کہ ہبل کی شان بلند ہوئی‘‘ یہ جھوٹ ہے تمہارا۔ ’’اللہ وحدہ لاشریک ہی معزز ہے اور اس کی شان بالا ہے اور اس طرح آپؐ نے اپنے زندہ ہونے کی خبر دشمنوں تک پہنچا دی۔ اِس دلیرانہ اور بہادرانہ جواب کا اثر کفار کے لشکر پر اتنا گہرا پڑا کہ باوجود اِسکے کہ ان کی امیدیں اس جواب سے خاک میں مل گئیں اور باوجود اس کے کہ ان کے سامنے مٹھی بھر زخمی مسلمان کھڑے ہوئے تھے جن پر حملہ کر کے ان کو مار دینا مادی قوانین کے لحاظ سے بالکل ممکن تھا وہ دوبارہ حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے اور جس قدر فتح ان کو نصیب ہوئی تھی اسی کی خوشیاں مناتے ہوئے مکہ کو واپس چلے گئے۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 252 تا 253)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آیت اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَصَابَہُمُ الۡقَرۡحُ ؕۛ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَ اتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (آل عمران: 173) صحابہ سے متعلق ہے۔ کہتی ہیں کہ یہ صحابہ سے متعلق ہے یعنی جن لوگوں نے اللہ اور اسکے رسول کی بات مانی بعد اسکے کہ ان کو زخم پہنچے ان میں جنہوں نے نیک کام کیے اور تقویٰ اختیار کیا ان کیلئے بہت بڑا اجر ہوگا۔ حضرت عائشہؓ نے عروہ سے کہا اے میرے بھانجے! تیرے آباء زبیرؓ اور حضرت ابوبکرؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے کہ جب جنگِ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور مشرکین پلٹ گئے تو آپؐ کو اندیشہ ہوا کہیں وہ پھر نہ لوٹ آئیں۔ آپؐ نے فرمایا ان کا تعاقب کون کرے گا؟ تو ان میں سے ستّر آدمیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ عروہ کہتے تھے ان میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب الذین استجابوا للہ والرسول...... حدیث 4077)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجود اس کے کہ قریش کو اس موقع پر مسلمانوں کے خلاف غلبہ حاصل ہوا تھا اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے وہ اگر چاہتے تو اپنی اس فتح سے فائدہ اٹھا سکتے تھے اور مدینہ پر حملہ آور ہونے کا راستہ تو بہرحال ان کیلئے کھلا تھا مگر خدائی تصرف کچھ ایسا ہوا کہ قریش کے دل باوجود اس فتح کے اندر ہی اندر مرعوب تھے اور انہوں نے اسی غلبہ کو غنیمت جانتے ہوئے جو احد کے میدان میں ان کو حاصل ہوا تھا مکہ کو جلدی جلدی لوٹ جانا ہی مناسب سمجھا مگر بایں ہمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید احتیاط کے خیال سے فوراً ستّر صحابہ کی ایک جماعت جس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے تیار کر کے لشکر قریش کے پیچھے روانہ کر دی۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ عام مورخین یوں بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ یا بعض روایات کے مطابق سعد بن وقاصؓ کو ان کے پیچھے بھجوایا اور ان سے فرمایا کہ ان کا پتہ لاؤ کہ لشکر قریش مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تو نہیں رکھتا؟ آپؐ نے ان سے فرمایا کہ اگر قریش اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو خالی چلا رہے ہوں تو سمجھنا کہ وہ مکہ کی طرف واپس جا رہے ہیں۔ مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو سمجھنا کہ ان کی نیت بخیر نہیں اور آپ نے ان کو تاکید فرمائی کہ اگر قریش کا لشکر مدینہ کا رخ کرے تو فوراً آپؐ کو اطلاع دی جاوے اور آپؐ نے بڑے جوش کی حالت میں فرمایا کہ اگر قریش نے اس وقت مدینہ پر حملہ کیا تو خدا کی قسم! ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں اس حملہ کا مزا چکھا دیں گے۔ بہرحال یہ جو وفد گیا تھا جلد ہی یہ خبر لے کر واپس آ گیا کہ قریش کا لشکر مکہ کی طرف جا رہا ہے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفحہ 499-500)

یہ ذکر ابھی ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی چلے گا۔

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

آغازِ رسالت

طلوعِ آفتاب

صبح کی سفیدی اُفقِ مشرق میں نمودار ہورہی تھی اور آفتاب عالمتاب طلوع کرنے کو تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غارحرا میں تشریف لے جاتے اور اپنے رنگ میں عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ رؤیا صالحہ کا آغاز ہوچکا تھا۔ اسی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ماہ گذارے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر چالیس سال کی تھی اور طبیعت نبوت ورسالت کی پختگی کو پہنچ چکی تھی۔ رمضان کا مبارک مہینہ تھا اور اس کے آخری عشرہ کے ایّام تھے اور پیر کا دن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غارِحرا میں عبادتِ الٰہی میں مصروف تھے کہ یکلخت آپؐ کے سامنے ایک غیر مانوس ہستی نمودار ہوئی۔ اُس ربّانی رسول نے جو خدائی فرشتہ جبرائیل تھا آپؐ سے مخاطب ہوکر کہا۔ اِقْرَأْ ’’پڑھ‘‘ یعنی مُنہ سے بول یا لوگوں تک پہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ ’’میں تو نہیں پڑھ سکتا۔‘‘ یعنی مَیں تو یہ کام نہیں کرسکتا۔ فرشتہ نے یہ جواب سُنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑا اور اپنے سینے سے لگا کر بھینچا اور پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَأْ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پھر وہی جواب تھا۔ فرشتہ نے پھر پکڑا اور زور سے بھینچا اور پھر چھوڑ کر کہا اِقْرَأْ۔ مگر ادھر سے پھر وہی تامل تھا۔ اس پر اُس ربّانی رسُول نے آپؐ کو تیسری دفعہ پکڑا اور نہایت زور سے بھینچا گویا اپنی انتہائی کوشش سے اس معانقہ کے ساتھ آپؐ کے قلب پر اثر ڈالتا تھا اور پھر اس تسلی کے بعد کہ اب آپؐ کی طبیعت اس پیغام کے لینے کیلئے آمادہ ہوچکی ہے اس نے آپؐ کو چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ○ ’’پڑھ یعنی مُنہ سے بول یا لوگوں تک پہنچا اپنے ربّ کا نام جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا اس نے انسان کو ایک خون کے لوتھڑے سے۔ ہاں پڑھ۔ تیرا ربّ بہت عزّت و شان والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ سکھایا اس نے انسان کو وہ کچھ جو وہ جانتا نہ تھا۔‘‘

یہ کہہ کر فرشتہ غائب ہوگیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت سخت گھبراہٹ اور اضطراب کی تھی اور دل دھڑک رہا تھا کہ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ اسی حالت میں آپؐ جلدی جلدی غارِحرا سے نِکل کر گھر کی طرف لوٹے اور خدیجہؓ سے فرمایا۔ ’’زَمِّلُوْنِیْ۔ زَمِّلُوْنِیْ‘‘ مجھ پر کوئی کپڑا ڈالو۔ مجھ پر کوئی کپڑا ڈالو۔ حضرت خدیجہؓ اپنے محبوب خاوند کی یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئیں اور جلدی سے آپؐ کو کپڑا اوڑھا دیا۔ جب ذرا اطمینان ہوا اور گھبراہٹ کچھ کم ہوئی تو آپؐ نے سارا ماجرا حضرت خدیجہؓ کو سُنایا اور آخر میں فرمایا۔ لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ ’’مجھے تو اپنے نفس کے متعلق ڈر پیدا ہوگیا ہے۔‘‘ مگر خدیجہؓ جو آپؐ کی حالت سے خوب واقف تھیں بولیں:

كَلَّا اَبْشِرْ فَوَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدِقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ ’’نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ خوش ہوں۔ خُدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رُسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور صادق القول ہیں اور لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں اور معدوم اخلاق کو آپ نے اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی باتوں میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں۔‘‘

اِسکے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو شِرک کا تارک ہوکر عیسائی مذہب کا پیرو ہوچکا تھا اور گذشتہ صحفِ انبیاء سے کسی قدر واقف تھا اور اب بوڑھا تھا حتیٰ کہ اسکی آنکھوں کی بینائی تک بھی جا چکی تھی۔ اسکے پاس آپؐ کو لے جاکر حضرت خدیجہؓ نے کہا۔ ’’بھائی ذرا اپنے اس بھتیجے کی بات تو سُن لو۔‘‘ اُس نے کہا۔ ’’ہاں کیا معاملہ ہے؟‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب ماجرا سُنادیا۔ جب وَرقہ ساری کیفیت سُن چکا تو بولا۔ ’’یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ پر وحی لاتا تھا۔ اے کاش! مجھ میں طاقت ہوتی۔ اے کاش! مَیں اس وقت تک زندہ رہوں جب تیری قوم تجھے وطن سے نکال دے گی۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیران ہوکر پوچھا۔ اَوَمُخْرِجِیَّ هُمْ ’’کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟‘‘ وَرقہ نے کہا۔ ’’ہاں کوئی رسُول نہیں آیا کہ اس کے ساتھ اس کی قوم نے عداوت نہ کی ہو۔ اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو مَیں اپنی پوری طاقت کے ساتھ تیری مدد کروں گا۔‘‘ مگر وَرقہ کو یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوئے کیونکہ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی اس کا انتقال ہوگیا۔

فترۃِ وحی

اسکے بعد وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ اور ایک عرصہ تک جس کا اندازہ ابنِ عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق چالیس یوم بیان ہوا ہے یہ سلسلہ رُکا رہا۔ اس زمانہ کو فترۃ کا زمانہ کہتے ہیں۔ گویا آفتابِ رسالت کی روشنی ایک دفعہ نظر آئی اور پھر غائب ہوگئی۔ آپؐ کے لبہائے تشنہ پر بارش کا ایک چھینٹا پڑا اور پھر بادل پھٹ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایام سخت گھبراہٹ اور بے چینی کی حالت میں گذارے۔ دن رات اُٹھتے بیٹھتے یہی خیال تھا کہ خُدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کیا ہونے والا ہے اور اس غیر مانوس غیبی رسُول کا آنا کیا معنے رکھتا ہے اور کیا یہ پیام وسلام خُدا کی طرف سے ہے یا میرے اپنے نفس کا ہی کوئی مخفی پرتَو ہے؟ ان سوالات نے آپؐ کو سخت بے چین کر رکھا تھا حتّٰی کہ حدیث میں آتا ہے کہ ان ایّام میں آپؐ کو اتنی گھبراہٹ تھی کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپؐ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور ارادہ کیا کہ وہاں سے اپنے آپ کو گِرا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کردیں مگر ہر ایسے موقع پر الٰہی فرشتہ آواز دیتا۔ ’’دیکھو محمدؐ ایسا نہ کرو تم واقعی اللہ کے رسُول ہو۔‘‘ یہ آواز سُن کر آپؐ رُک جاتے مگر پھر بے چینی اور اضطراب کی حالت پیدا ہوتی تو بے اختیار ہوکر پھر اپنے آپ کو ہلاک کردینے کیلئے تیار ہوجاتے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ میں ظاہری معنے مُراد نہ ہوں اور اپنے آپ کو بلندی سے گِرا کر زندگی کا خاتمہ کردینے کا یہ مطلب ہو کہ چونکہ آپؐ کو یہ ڈر تھا کہ کہیں اس غیبی فرشتہ کا نظر آنا نفس ہی کا پَرتو نہ ہو۔ یا یہ سب نظارہ خدا کی طرف سے بطور امتحان کے ہو، اس لیے آپؐ نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے نفس کو مزید گِرا کر اور پست و مغلوب کرکے گویا خدا کی راہ میں اسے بالکل ہی مار دیں۔ اس صورت میں پہاڑ پر سے اپنے آپ کو گِرا دینے کے الفاظ گویا بطور استعارہ کے سمجھے جائیں گے۔ بہرحال خواہ کوئی بھی معنے ہوں آپؐ کیلئے یہ دن بڑی کش مکش کے دن تھے اور اسی کش مکش کی حالت میں آپؐ ایک دن غارِحرا سے گھر کی طرف واپس آرہے تھے کہ اچانک ایک آواز آئی۔ گویا کوئی شخص آپؐ کو مخاطب کررہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے پیچھے، دائیں بائیں سب طرف دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا۔ آخر آپؐ نے اُوپر نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک عظیم الشان کُرسی پر وہی فرشتہ بیٹھا ہے جو غارِحرا میں آپؐ کو نظر آیا تھا۔ آپؐ نے یہ نظارہ دیکھا تو سہم گئے اور گھبرائے ہوئے جلدی جلدی گھر آئے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا: دَثِّرُوْنِیْ! دَثِّرُوْنِیْ! ’’مجھ پر کوئی کپڑا ڈھانک دو۔‘‘ خدیجہؓ نے جلدی سے کپڑا اوڑھا دیا اور آپؐ لیٹ گئے۔ آپؐ کا لیٹنا تھا کہ ایک پُرجلال آواز آپؐ کے کانوں میں آئی:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ ’’یعنی اے چادر میں لپٹے ہوئے شخص! اُٹھ کھڑا ہو۔ اور لوگوں کو خُدا کے نام پر بیدار کر۔ اُٹھ اور اپنے ربّ کی بڑائی کے گیت گا اور اپنے نفس کو پاک وصاف کر اور ہر قسم کے شِرک سے پرہیز کر۔‘‘

اس کے بعد وحی کا سلسلہ برابر جاری ہوگیا۔

آغازِ تبلیغ

اب آپؐ کی طبیعت میں یکسوئی اور اطمینان تھا، چنانچہ آپؐ نے لوگوں کو توحیدِ باری تعالیٰ کی طرف بلانا شروع کیا اور شِرک کے خلاف تعلیم دینے لگے مگر شروع شروع میں آپؐ نے اپنے مشن کا کھلم کھلا اظہار نہیں فرمایا بلکہ نہایت خاموشی کے ساتھ کارروائی شروع کی اور صرف اپنے ملنے والوں کے حلقہ تک اپنی تعلیم کو محدود رکھا۔

اسلام کا پیغام

گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کا ڈھانچہ بیان کرنے کیلئے اصل موقع آگے آئے گا، لیکن ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ بھی ایک مختصر سا خاکہ اسلام کا درج کردیا جائے تا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہو سکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن کیا تھا اور اس کے اصول کیا تھے۔ سو جاننا چاہیئے کہ جو مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا اس کا نام اسلام ہے جس کے معنے اپنے آپ کو خُدا کے سپرد کردینے کے ہیں اور یہی آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم کا حقیقی خلاصہ ہے۔ آپؐ کے مذہب کا پہلا اور سب سے بڑا اصول توحید باری تعالیٰ ہے۔ یعنی یہ کہ اس دنیا کا خالق و مالک ایک خُدا ہے جو اپنی ذات وصفات میں واحد لاشریک ہے اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور زمین وآسمان کی ہر چیز اسی کی پیدا کردہ اور اسی کے سہارے سے قائم ہے، اس لیے اس کے سوا کسی کی پرستش جائز نہیں اور وہ تمام معبود جو خُدا کے سوا لوگوں نے بنا رکھے ہیں وہ سب فرضی اور باطل ہیں۔ یہ وہ سب سے پہلا اور سب سے بڑا اصول ہے جو آپؐ نے اہلِ مکّہ کے سامنے پیش کیا۔ دوسرا اصول آپؐ نے یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ایک خاص غرض و غایت کے ماتحت پیدا کیا ہے اور وہ یہ کہ لوگ اُسے پہچان کر اسکے رنگ میں رنگین ہوں اور اپنے لیے ابدی ترقی کا سامان پیدا کریں اور اس غرض کیلئے اُس نے انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے۔ ایک دنیا کی زندگی جو کہ دارالعمل ہے اور ایک آخرت کی زندگی جو کہ دارالجزاء ہے اور ان ہر دو زندگیوں کے درمیان موت کو حدّ فاصِل مقرر کیا گیا ہے۔ تیسرا اصول آپؐ نے یہ پیش کیا کہ اللہ تعالیٰ دُنیا کی ہدایت کیلئے اپنی طرف سے رسُول اور نبی مبعوث کرتا رہتا ہے جو خدا سے علم پا کر دُنیا کی ہدایت کا انتظام کرتے ہیں۔ ایسے رسُول اور نبی ہر قوم اور ہر مُلک اور ہر زمانہ میں گذرے ہیں اور انہیں میں سے آپؐ بھی خُدا کے ایک رسُول ہیں۔ یہ وُہ تین اصل الاصول ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی مشن کی بنیاد تھے۔ مگر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا بعض مزید اصول اور ان اصول کی مزید فروع اور مزید تفصیلات نازل ہوتی گئیں حتّٰی کہ آپؐ کی لائی ہوئی تعلیم موجودہ قرآن کریم کی صورت میں اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور آپؐ سب اوّلین وآخرین کے سردار اور خاتم النّبیین اور آخری اور کامل شریعت لانے والے قرار دیئے گئے۔

سب سے پہلا مسلمان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے مشن کی تبلیغ شروع کی تو سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ تھیں جنہوں نے ایک لمحہ کیلئے بھی تردّد نہیں کیا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد مَردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے۔ بعض حضرت ابوبکرؓ عبداللہ بن ابی قحافہ کا نام لیتے ہیں۔ بعض حضرت علیؓ کا جن کی عمر اس وقت صرف دس سال کی تھی اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ کا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ جھگڑا فضول ہے۔ حضرت علیؓ اور زیدؓ بن حارثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے آدمی تھے اور آپؐ کے بچوں کی طرح آپؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا تھا اور ان کا ایمان لانا۔ بلکہ ان کی طرف سے تو شاید کِسی قولی اقرار کی بھی ضرورت نہ تھی۔ پس ان کا نام بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں اور جو باقی رہے ان سب میں سے حضرت ابوبکرؓ مسلمہ طور پر مقدّم اور سابق بالایمان تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درباری شاعر حسّانؓ بن ثابت انصاری حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کہتے ہیں۔

اِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ
فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا
خَیْرَ الْبَرِیَّةِ اَتْقَاهَا وَاَعْدَلَهَا
بَعْدَ النَّبِیِّ وَاَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا
اَلثَّانِیَ التَّالِیَ الْمَحْمُوْدَ مَشْهَدَهٗ
وَاَوَّلَ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

یعنی ’’جب تمہارے دل میں کبھی کوئی دردآمیز یاد تمہارے کسی اچھے بھائی کے متعلق پیدا ہوتو اس وقت اپنے بھائی ابوبکرؓ کو بھی یاد کرلیا کرو۔ اس کی ان خوبیوں کی وجہ سے جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں میں سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ منصف مزاج تھا اور وہ سب سے زیادہ پورا کرنے والا تھا اپنی اُن ذمہ داریوں کو جو اس نے اٹھائیں۔ ہاں ابوبکرؓ وہی تو ہے جو غارِثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا شخص تھا جس نے اپنے آپ کو آپؐ کی

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(475) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ خاکسار کے حقیقی ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کرنے کے بعد سوال کیا کرتے تھے کہ حضور کسی وظیفہ وغیرہ کا ارشاد فرماویں۔ اسکا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر یوں فرمایا کرتے تھے کہ نماز سنوار کر پڑھا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں دعا کیا کریں اور قرآن شریف بہت پڑھا کریں۔

نیز آپ وظائف کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ استغفار کیا کریں۔ سورۃ فاتحہ پڑھا کریں۔ درود شریف پر مداومت کریں۔ اسی طرح **لاحول** اور **سبحان اللہ** پر مواظبت کریں اور فرماتے تھے کہ بس ہمارے وظائف تو یہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام منتر جنتر کی طرح وظائف کے قائل نہ تھے بلکہ صرف دُعا اور ذکرِ الٰہی کے طریق پر بعض فقرات کی تلقین فرماتے تھے۔

(476) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض خاص فقرات حضور کی زبان پر اکثر جاری رہتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَیْنِ۔ بے حیا باش وہرچہ خواہی کن۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فقرہ نمبر 2 کا ترجمہ بھی اکثر سُنا ہے یعنی مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

(477) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے۔ نیز آپ بیعت ہمیشہ اُردو الفاظ میں لیتے تھے۔ مگر بعض اوقات دہقانی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے اُن کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہارِ زینت نہیں کرنا چاہئے اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

(478) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ جو اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ پڑھنے کا کثرت سے حکم آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کی وجہ سے انسان کو گویا ایک دُنب یعنی دُم لگ جاتی ہے جو کہ حیوانی عضو ہے اور یہ انسان کیلئے بدنما اور اسکی خوبصورتی کیلئے ناموزوں ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ انسان بار بار یہ دُعا مانگے اور استغفار کرے تاکہ اس حیوانی دُم سے بچ کر اپنی انسانی خوبصورتی کو قائم رکھ سکے اور ایک مکرم انسان بنا رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس روایت میں غالباً یہ لفظی لطیفہ بھی مدِ نظر ہے کہ ذنب یعنی گناہ حقیقۃً ایک دُنب یعنی دُم ہے جو انسان کی اصلی فطرت کے خلاف اس کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے۔ گویا جس طرح ذنب اور دُنب یعنی دُم کے الفاظ اپنی ظاہری صورت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اسی طرح ان میں معنوی مشابہت بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

(479) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر سیّد عبد الستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ مَیں گھوڑی سے گر پڑا اور میری داہنی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس لئے یہ ہاتھ کمزور ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد مَیں قادیان میں حضور کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ حضور نے پوچھا۔ شاہ صاحب آپ کا کیا حال ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ کلائی کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے میرے ہاتھ کی انگلیاں کمزور ہو گئی ہیں اور اچھی طرح مٹھی بند نہیں ہوتی۔ حضور دعا فرمائیں کہ پنجہ ٹھیک ہو جائے۔ مجھ کو یقین تھا کہ اگر حضور نے دعا فرمائی تو شفا بھی اپنا کام ضرور کرے گی لیکن بلا تامل حضور نے فرمایا کہ شاہ صاحب ہمارے مونڈھے پر بھی ضرب آئی تھی جس کی وجہ سے اب تک وہ کمزور ہے۔ ساتھ ہی حضور نے مجھے اپنا شانہ ننگا کر کے دکھایا اور فرمایا کہ آپ بھی صبر کریں۔ پس اس وقت سے وہی ہاتھ کی کمزوری مجھ کو بدستور ہے اور مَیں نے سمجھ لیا کہ اب یہ تقدیر ٹلنے والی نہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب اپنے اصحاب سے کس قدر بے تکلف تھے کہ فوراً اپنے شانہ ننگا کر کے دکھا دیا تاکہ شاہ صاحب اسے دیکھ کر تسلّی پائیں۔

(480) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض لوگ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھتے تھے کہ یا حضرت! ہم کونسا وظیفہ پڑھا کریں؟ تو حضور فرماتے کہ الحمد للہ اور درود شریف اور استغفار اور دُعا پر مداومت اختیار کرو اور دعا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کثرت سے پڑھا کرو۔

(481) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ مَیں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبد القادرؒ صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ اوائل زمانہ کا رؤیاء ہوگا کیونکہ بعد میں تو آپ کو وہ روحانی مرتبہ حاصل ہوا کہ امتِ محمدیہ میں آپ سب پر سبقت لے گئے جیسا کہ آپ کا یہ الہام بھی ظاہر کرتا ہے کہ ’’آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔‘‘ اور آپ نے صراحت کے ساتھ لکھا بھی ہے کہ مجھے اس امت کے جملہ اولیاء پر فضیلت حاصل ہے۔

(482) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کوئی نظم لکھتے اور ایسے موقعہ پر کسی اردو لفظ کی تحقیق منظور ہوتی تو بسا اوقات حضرت امّ المومنینؓ سے اس کی بابت پوچھتے تھے۔ اور زیادہ تحقیق کرنی ہوتی تو حضرت میر صاحب یا والدہ صاحبہ سے بھی پوچھا کرتے تھے کہ یہ لفظ کس موقعہ پر بولا جاتا ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحب چونکہ دہلی کی تھیں اس لئے روزمرّہ کے اردو محاوروں میں انہیں زیادہ مہارت تھی۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فائدہ اٹھا لیتے تھے مگر یہ استعانت صرف روزمرہ کے محاورہ تک محدود تھی ورنہ علمی زبان میں تو حضرت صاحب کو خود کمال حاصل تھا۔

(483) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو عربی زبان سیکھنی چاہئے اور صحیح طریق کسی زبان کے سیکھنے کا یہ نہیں ہے کہ پہلے صرف ونحو پڑھی جائے۔ بلکہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُسے بولا جائے۔ بولنے سے ضروری صرف ونحو خود آجاتی ہے۔ چنانچہ اسی لئے اس خاکسار کو 1895ء میں حضرت صاحب نے قریباً ایک ہزار فقرہ عربی کا مع ترجمہ کے لکھوایا۔ روزانہ پندرہ بیس کے قریب فقرے لکھوا دیتے۔ اور دوسرے دن سبق سُن کر اَور لکھوا دیتے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ طریق غالباً صرف بولنے اور عام استعداد پیدا کرنے کیلئے ہے۔ ورنہ علمی طور پر عربی زبان کی مہارت کیلئے صرف ونحو کا علم ضروری ہے۔

(484) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ان مسائل میں جن میں حلّت وحرمت کا سوال درپیش ہوتا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے اصل اشیاء کی حلّت رکھی ہے سوائے اسکے جہاں حرمت کی کوئی وجہ ہو یا ظاہری حکم حرمت کا موجود ہو باقی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ پر منحصر ہے۔ نیت درست ہو تو عمل مقبول ہو جاتا ہے، درست نہ ہو تو ناجائز ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ عام طریق تھا کہ سوائے ایسے مسائل کے جن میں شریعت نے کوئی تصریح کی ہو، اکثر صورتوں میں آپ الاعمال بالنیات پر بنیاد رکھتے تھے اور مسائل کے جواب میں یہی فقرہ دُہرا دیتے تھے۔

(485) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور سے کسی بچہ نے پوچھا کہ کیا طوطا حلال ہے۔ مطلب یہ تھا کہ ہم طوطا کھانے کیلئے مار لیا کریں۔ حضور نے فرمایا میاں حلال تو ہے مگر کیا سب جانور کھانے کیلئے ہی ہوتے ہیں؟ مطلب یہ تھا کہ خدا نے سب جانور صرف کھانے ہی کیلئے پیدا نہیں کئے بلکہ بعض دیکھنے کیلئے اور دُنیا کی زینت اور خوبصورتی کیلئے بھی پیدا کئے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے بھی یہی فرمایا تھا کہ سارے جانور نہیں مارا کرتے کیونکہ بعض جانور خدا نے زینت کے طور پر پیدا کئے ہیں لیکن خاکسار کی رائے میں کسی جانور کی کثرت ہو کر فصلوں وغیرہ کے نقصان کی صورت ہونے لگے تو اس کا انسداد کرنا اس ہدایت کے خلاف نہیں ہے۔

(486) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ سیٹھی غلام نبی صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور نماز میں آنکھیں کھول کر توجہ قائم نہیں رہتی اسکے متعلق کیا حکم ہے فرمایا کہ آنکھوں کو خوابیدہ رکھا کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی یہی طریق تھا۔

(487) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب آئینہ کمالات اسلام چھپ رہی تھی۔ تو ان دنوں میں مَیں قادیان آیا اور جب مَیں جانے لگا تو وہ اسی (80) صفحہ تک چھپ چکی تھی۔ مَیں نے اس حصہ کتاب کو ساتھ لے جانے کیلئے عرض کیا۔ اس پر مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے اعتراض کیا کہ جب تک کتاب مکمل نہ ہو، دی نہیں جا سکتی۔ تب حضور نے فرمایا۔ جتنی چھپ چکی ہے میاں غلام نبی صاحب کو دے دو اور لکھ لو کہ پھر اور بھیج دی جائے گی اور مجھے فرمایا کہ اس کو مشتہر نہ کرنا جب تک کہ مکمل نہ ہو جائے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ حضور کی شفقت تھی کہ اپنے مخلصین کی خواہش کو ردّ نہیں فرماتے تھے ورنہ حضور جانتے تھے کہ جب تک کوئی کتاب مکمل نہ ہو جائے اس کی اشاعت مناسب نہیں ہوتی اور بعض جہت سے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ سیٹھی غلام نبی صاحب اب فوت ہو چکے ہیں۔ چکوال ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور راولپنڈی میں دکان کرتے تھے۔ نہایت مخلص اور یک رنگ تھے۔

(488) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں 1918ء میں قادیان گیا تھا اور چونکہ لالہ بڈھامل کا ذکر اکثر کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہے اس لئے مَیں نے ان سے ملنا چاہا۔ ایک دن بورڈنگ سے واپسی پر بازار میں اُسکے پاس گیا اور ایک دکان پر جا کر اس سے ملاقات کی۔ مَیں نے کہا کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل عمر میں دیکھا ہے۔ آپ نے ان کو کیسا پایا۔ کہنے لگا کہ میں نے آج تک مسلمانوں میں اپنے نبی سے ایسی محبت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اس پر مَیں نے کہا۔ کہ آپ نے ان کے دعویٰ کو کیوں قبول نہ کیا۔ اس کے جواب میں اس نے کہا یہ ذکر جانے دیجئے یہ لمبی بحث ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی کتب میں زیادہ ذکر لالہ ملاوامل اور لالہ شرمپت صاحبان کا آتا ہے اس لئے مَیں خیال کرتا ہوں کہ بابو صاحب کو نام کی غلطی لگی ہے۔ غالباً وہ لالہ ملاوامل صاحب سے ملے ہونگے جو اب تک زندہ ہیں۔

(489) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا کہ 1904ء میں مَیں نے اپنی مذہبی حالت کے پیش نظر مولوی عبد الجبار صاحب وغیرہ کو جوابی خطوط لکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں صرف پوسٹ کارڈ بھیجا۔ ان سب کا مضمون یہ تھا کہ مَیں زبان سے تو بے شک خدا تعالیٰ کا اور حشر ونشر کا مُقِرّ ہوں اور مسجدوں میں وعظ بھی کرتا ہوں مگر امرِ واقعہ اور کیفیت قلبی یہ ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کا وجود مع اس کی عظمت اور محبت کے دل میں جاگزین ہو جاوے وغیرہ وغیرہ۔ دوسروں کی طرف سے تو کوئی جواب نہ آیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریری ارشاد آیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اسی غرض اور ایسی بیماریوں کیلئے ہی بھیجا ہے۔ آپ یہاں آجاویں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مَنْ اَتٰی اِلَیَّ شِبْرًا الخ پس خاکسار حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کچھ عرصہ رہ کر بیعت سے مشرف ہو گیا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

2020-21ء میں جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور تائید و نصرت کے عظیم الشان نشانات میں سے بعض کا ایمان افروز تذکرہ

اس عرصے میں ایک لاکھ 25 ہزار 221 افراد کی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت

دنیا کے مختلف ممالک میں بسنے والے مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے افراد کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کے ایمان افروز واقعات

403 نئی جماعتوں کا قیام، 211 مساجد کا اضافہ، 123 مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کا اضافہ

روحانی خزائن کے دیدہ زیب مکمل سیٹ کی اشاعت

اب تک 90 ممالک میں 591 لائبریریز کا قیام ہو چکا ہے، 39 زبانوں میں 384 سے زائد مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ کی چھتیس لاکھ سے زائد تعداد میں طباعت

عربک، رشین، چینی، ٹرکش، انڈونیشین، سپینش و دیگر ڈیسکس کے تحت متعدد کتب کی تیاری و اشاعت، خطباتِ جمعہ اور ایم ٹی اے کے پروگرامز کے تراجم

دنیا بھر میں اسلام کے پُرامن اور حقیقی پیغام کی ترویج و اشاعت کیلئے ایم ٹی اے کے تمام چینلز کی بے مثال خدمات کا تذکرہ

دورانِ سال دو ہزار کے قریب کتب کی نمائش اور اڑھائی ہزار سے زائد بک سٹالز کے ذریعہ دو لاکھ سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا

103 ممالک میں انہتر (69) لاکھ چوراسی (84) ہزار لیف لیٹس کی تقسیم کے ذریعے ایک کروڑ اڑسٹھ (68) لاکھ افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا

پریس اینڈ میڈیا آفس کے ذریعہ دو کروڑ سے زائد افراد تک احمدیت کے بارے میں خبریں پہنچیں

تحریکِ وقفِ نَو، ریویو آف ریلیجنز، سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل، ہفت روزہ الحکم، احمدیہ آرکائیوز اینڈ ریسرچ سنٹر، الاسلام ویب سائٹ، احمدیہ ٹیلیویژن اور ریڈیو پروگرامز کی مختصر رپورٹ

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس اور ہیومینیٹی فرسٹ کے خدمتِ انسانیت پر مبنی بے لوث کاموں کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ ان مخالفین کو بھی عقل دے اور دنیا کے تمام انسانوں کو عقل دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سمجھیں

اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھیں اور دنیا میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرستادہ بھیجا ہے اس کو مان کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر 7 اگست 2021ء بروز ہفتہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن (ہمپشئر) یوکے میں دوسرے دن بعد دوپہر کا خطاب

(قسط دوم، آخری)

اس سال ہونے والی بیعتوں کی تعداد

اس سال ہونے والی بیعتوں کی تعداد کووِڈ کی وجہ سے کھل کے تبلیغ تو باہر جا کے ہو نہیں سکتی تھی۔ بہت ساری پابندیاں تھیں۔ گذشتہ سال بھی یہ پابندیاں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ پچیس ہزار دو سو اکیس (125221) بیعتیں عطا فرمائی ہیں جو گذشتہ سال کی نسبت تیرہ ہزار سے زائد ہیں۔ اس سال سب سے زیادہ بیعتیں گنی کناکری میں ہوئی ہیں جو پچیس ہزار سے زائد ہیں۔ پھر کیمرون ہے۔ پھر سیرالیون ہے۔ پھر سینیگال ہے، پھر تنزانیہ، کانگو کنشاسا اور برازاویل میں ہیں۔ لائبیریا، مالی، گنی بساؤ، برکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، گیمبیا، بینن، گھانا، نائیجر، سینٹرل افریقن ریپبلک، چاڈ، یوگنڈا، ٹوگو، کینیا، ساؤتومے، مڈغاسکر، زمبابوے اور اس کے علاوہ برونڈی، ملاوی، روانڈا، زیمبیا، صومالیہ، نائیجیریا، ایکویٹوریل گنی، ایتھوپیا، ماریشس، مصر، گیبون، موریطانیہ، جنوبی افریقہ، مایوٹ آئی لینڈ اور سوازی لینڈ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعتیں ہوئی ہیں۔ انڈیا میں بھی اللہ کے فضل سے بیعتیں ہوئی ہیں۔ انڈونیشیا میں، بنگلہ دیش میں، نیپال میں، ازبکستان اور رشیا میں بھی، قازقستان اور ترکی میں بھی چند چند افراد نے بیعتیں کی ہیں۔ تاجکستان، کمبوڈیا، سنگاپور، تھائی لینڈ، چائنا، افغانستان، جارجیا، ہانگ کانگ، جاپان اور سری لنکا بھی ان ممالک میں ہیں۔ یورپین ممالک میں جرمنی میں، فرانس میں، ناروے میں، آسٹریا میں، ہالینڈ میں، بیلجیم، اٹلی، ڈنمارک، البانیا، یونان، آئرلینڈ، کوسووو، رومانیا اور نارتھ امریکہ میں امریکہ میں بیعتیں ہوئی ہیں، کینیڈا اس کے بعد ہے، پھر ٹرینی ڈاڈ، انٹی گوا (Antigua)، ہیٹی، میکسیکو، گوئٹے مالا، بیلیز، کیوبا، گواڈی لوپ، جمیکا، ہونڈوروس، کیمن آئی لینڈ، ایلسلواڈور، پورٹوریکو میں بیعتیں ہوئی ہیں۔ ساؤتھ امریکہ میں فرنچ گیانا میں، گیانا، برازیل، ارجنٹائن، ایکواڈور، پیراگوئے، بولیویا، چلی میں، سورینام اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور ساؤتھ پیسفک میں فجی میں اس سال بیعتیں ہوئیں۔ پھر آسٹریلیا، کیریباتی، نیوزی لینڈ، سولومن آئی لینڈ اور بعض عرب ممالک میں بھی بیعتیں ہوئیں۔

بیعتوں کے ضمن میں بعض واقعات

بیعتوں کے ضمن میں بعض واقعات بھی لکھے جاتے ہیں۔ رشیا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ گذشتہ سال یہاں ایک دوست سکندر صاحب سے رابطہ ہوا۔ یہ رشین ہیں۔ انکا احمدیت کے بارے میں کافی مطالعہ ہے۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کا بھی مطالعہ ہے۔ ان کو 23 نومبر 2020ء کو بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ انہیں شروع میں کہا گیا کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو صداقت کا کوئی نشان دکھائے۔ کہنے لگے میں نشان نہیں چاہتا۔ میں تو حضرت ابوبکرؓ کی طرح اعلیٰ ایمان مانگتا ہوں۔ چنانچہ وہ بیعت کر کے شامل ہو گئے۔

اسی طرح میکسیکو میں ایک نوجوان کئی سال سے اسلام احمدیت کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے۔ ان کی والدہ کچھ سال پہلے احمدی ہو چکی تھیں۔ ایک دن ان سے اسلام کے بارے میں بات ہو رہی تھی تو ایک دو سوالوں کے بعد انہوں نے اچانک کہا کہ میں احمدی مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ کئی سال سے وہ اسلام کے بارے میں سیکھ رہے تھے۔ ایک وقت تھا کہ وہ دہریہ ہو چکے تھے لیکن اسلام نے ان کے تمام خدشات دور کر دیے ہیں۔ یہ نوجوان ہیں۔ چنانچہ وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

رشیا کے مبلغ انچارج لکھتے ہیں ایک پچیس سالہ نوجوان دینی امور میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ راہ حق کی تلاش میں انٹرنیٹ اور ذاتی کوشش کے ذریعہ مختلف گروہوں اور فرقوں میں جا کے معلومات لیتے رہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ ہی ان سے 2019ء میں رابطہ ہوا۔ انٹرنیٹ پر جماعت احمدیہ کے بارے میں جو غلط باتیں پھیلائی جاتی تھیں ان کا انہیں جواب دیا گیا۔ ان کو لٹریچر بھی مہیا کیا گیا۔ خطبات سننے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی۔ ایک سال سے کچھ اوپر عرصہ تک ان سے مسائل کے ساتھ بات ہوتی رہی۔ اس بات کا بھی اظہار کرتے رہے کہ جو تحقیق ابھی تک میں نے کی ہے اس کے مطابق جماعت احمدیہ ہی حقیقی اسلام کی نمائندہ جماعت ہے لیکن بیعت کرنے پر آمادہ نہ تھے۔ چنانچہ انہیں دعا کی طرف توجہ دلائی گئی کہ شرح صدر تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اس لیے آپ دعا کریں۔ چنانچہ کچھ ماہ دعاؤں اور غور و فکر کے بعد رسلن (Ruslan) صاحب نے رابطہ کر کے بتایا کہ علمی لحاظ سے مجھے تسلی ہے اور دعا کرنے پر کوئی انقباض پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کرتا ہوں۔

قرغیزستان سے بھی اسی طرح ایک دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں ایک احمدی نوجوان کو بچپن سے جانتا ہوں۔ وہ میرا ہمسایہ ہے۔ ہم ایک ساتھ بڑے ہوئے۔ اس سال رمضان کے مہینے میں مَیں نے اسے پوچھا کہ وہ ہماری مسجد میں کیوں نہیں آتا۔ یہ تلنت بیکو (Talantbekov) صاحب قرغیزستان کے مسلمان ہیں۔ اس نے کہا کہ جب وقت آئے گا تو میں بتا دوں گا۔ پھر رمضان کے ایک مہینے کے بعد ''باقی'' میرے پاس آیا۔ اس لڑکے کا ''باقی'' نام ہے اور کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ میں سب کچھ بتا دوں۔ اس طرح اس نے مجھے احمدیت کے بارے میں سب کچھ سمجھایا اور قرآن پاک سے ثابت کر دیا کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے۔ اس پر میں نے حضرت مرزا غلام احمد امام مہدی علیہ السلام کو سچا مان کر آپ علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ یہ بھی قرغیزستانی ہیں۔

اسی طرح سینٹرل افریقہ کی رپورٹ ہے۔ مالی کے واقعات ہیں۔ پھر مختلف ملکوں کے ہیں۔ مراکش، سیریا، الجزائر سے بھی ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے واقعات لکھے ہیں۔ الجزائر کی ایک خاتون رینی صاحبہ کہتی ہیں۔ رشتہ داروں میں سب سے پہلے بیعت میرے بہنوئی نے کی۔ ہم جب ان کے گھر جاتے وہاں ایم ٹی اے العربیہ دیکھنے کی دعوت دیتے اور جب دوبارہ ملنے جاتے تو جماعت کے بارے میں ہم سے پوچھتے۔ میں ان دنوں ٹی وی بہت کم دیکھتی تھی لیکن ان کی وجہ سے میں نے کبھی کبھی ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا پھر جماعت احمدیہ کی تعلیمات، اس کی بلا تفریق رنگ و نسل لوگوں سے محبت اور خدمت خدمت خلق کے کام اور اسلام کے

مسلسل دفاع اور تعلق، خدا تعالیٰ کی صفات کے عظیم بیان اور قرآن کریم کی پر حکمت تفسیر کو دیکھ کر یہ جماعت مجھے اچھی لگی۔ اسی دوران حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ یاد آیا کہ کیسے آگ کی عبادت سے نکل کر خدائے واحد کے پرستار بن گئے تھے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہوا کیونکہ پہلے انہوں نے اپنے وطن اور مال و دولت چھوڑا اور اللہ والوں کی صحبت اختیار کی۔ خیر حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے در پہ آ گئے اور پھر بیعت کی۔ کہتی ہیں کہ بہرحال بیعت کا فیصلہ میرے لیے اس وجہ سے بھی آسان ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے زمانے میں جماعت کے ساتھ شامل ہونے کی نصیحت کی ہوئی تھی اور کسوف وخسوف والی حدیث کا پورا ہونا بھی مسیح موعود کی نشانی تھی۔ سمجھ آ گئی کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرک ہے۔ لہٰذا نزول کی حدیثوں کی تاویل ضروری ہے۔ بہرحال خدا کے فضل سے استخارے کے بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ اسی طرح اور بہت سے واقعات ہیں۔

رؤیائے صادقہ

رؤیائے صادقہ کے ذریعہ سے لوگ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ ارجنٹائن سے مربی مروان صاحب لکھتے ہیں کہ جان (Juan) صاحب نے امسال بیعت کی۔ انکا تعلق بوینس (Buenos) کے صوبہ سے ہے۔ انہوں نے عیسائی پریسٹ (Priest) بننے کیلئے اپنی زندگی وقف کی تھی لیکن تعلیم کے دوران عیسائی تعلیمات پر ان کے شکوک وشبہات اس قدر بڑھ گئے کہ ان کو چار سال بعد seminary course چھوڑنا پڑا۔ عیسائی مذہب میں تسلّی بخش جوابات نہ ملنے پر انہوں نے دیگر مذاہب کا مطالعہ شروع کیا اور ان کی دلچسپی اسلام اور قرآن کریم میں بڑھتی گئی۔ جب انہوں نے قرآنِ کریم حاصل کرنے کیلئے مختلف اسلامی فرقوں سے رابطہ کیا تو جماعت احمدیہ سے ان کا پہلا تعارف اور رابطہ ہوا اور انہیں مشن ہاؤس آنے کی دعوت دی گئی۔ جب مشن ہاؤس پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر پہلی مرتبہ دیکھی تو فوراً اس پر سوالات شروع کر دیے۔ کہتے ہیں مَیں نے کوشش کی اور مناسب سمجھا کہ پہلے اسلام کے بنیادی عقائد سے ان کو آگاہ کروں لیکن ان کا صرف اصرار تھا کہ پہلے ان کو مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف کرایا جائے۔ چنانچہ ان کو تفصیل سے بتایا کہ آپؑ وہی مسیح موعود ہیں جن کی آمد کی پیشگوئی تمام مذاہب میں موجود ہے۔ اس موقع پر انہوں نے مزید اظہار نہیں کیا اور واپس چلے گئے۔ کچھ ہفتوں کے بعد کہتے ہیں دوبارہ رابطہ کیا کہ وہ کچھ ہفتوں سے مسلمان ہو چکے ہیں اور اب بیعت بھی کرنا چاہتے ہیں۔ تو (مربی صاحب) کہتے ہیں میں نے ان کو مشورہ دیا کہ مزید تحقیق کر لیں لیکن انہوں نے بتایا کہ میری تسلی اس دن ہو گئی تھی جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تھی کیونکہ تصویر سے میرا پہلے سے ایک واسطہ ہے اور جب میں نے ان کی تصویر دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا یہ راستہ مجھے جماعت احمدیہ کے توسط سے ہی ملنا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ دو سال قبل جب یہ حق کی تلاش اور شدید جستجو میں تھے تو ایک دن انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص انہیں امن اور اطمینان حاصل کرنے کے ذرائع بیان کر رہا ہے اور بار بار بتا رہا ہے کہ اگر تم امن چاہتے ہو تو میری نصائح پر عمل کرو۔ کہنے لگے اس عرصہ میں نہ تو میری اسلام سے براہِ راست واقفیت تھی اور نہ ہی میں اس شخص کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر سکا کیونکہ میرے لیے یہ ایک اجنبی تھا لیکن جب میں مشن ہاؤس آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو فوراً مجھے میری وہ خواب یاد آ گئی کیونکہ یہ وہی شخص تھے جو دو سال قبل مجھے خواب میں نصائح کر رہے تھے اور دعوت دے رہے تھے۔ چنانچہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ حق کی تلاش میں اب میں اپنی منزل مقصود پر پہنچ گیا ہوں چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ بہرحال بیعت کے بعد ان کی فیملی کی مخالفت بھی ہوئی۔ ان کے والد بڑے سٹرکٹ (strict) قسم کے عیسائی ہیں، کٹر عیسائی ہیں۔ انہوں نے ان سے قطع تعلق کر دیا بہرحال یہ کہتے ہیں کہ اب تو میری روحانی فیملی بن گئی ہے۔ میری جسمانی فیملی نہ بھی ہو تو فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح اور بہت سارے واقعات ہیں۔

کیمرون کے معلم صاحب لکھتے ہیں کہ ایک شخص محمد صاحب باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ ایک جمعہ انہوں نے جب میرا خطبہ ایم ٹی اے پہ سنا۔ اس میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کا ذکر جو ہوا کہ کس طرح مشکلات اور تکلیف میں سے حضرت عثمانؓ گزرے تھے تو محمد صاحب نے کہا کہ اس خطبہ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسلام کے شروع زمانہ میں بھی صحابہ کرام اور خلفاء نے بڑی مشکلات کا سامنا کیا۔ اس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ پھر وہ یومِ مسیح موعود کے پروگرام میں شامل ہوئے اور جاتے ہوئے ظہور امام مہدی علیہ السلام کے پمفلٹس ساتھ لے گئے۔ کہتے ہیں کہ یہ پمفلٹ پڑھ کے مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق جستجو پیدا ہوئی۔ میں نے خدا تعالیٰ سے راہنمائی کیلئے دعائیں شروع کر دیں اور ایک رات میں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ مجھے فرماتے ہیں کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔ اس رات میں سمجھ گیا کہ یہ جماعت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مجھے بیعت کر لینی چاہیے۔ چنانچہ اگلے دن انہوں نے بیعت کر لی۔ تو اس طرح کے واقعات اللہ کے فضل سے بے شمار ہیں۔ افریقہ کے بھی، رشیا کے بھی، یورپ کے بھی۔ وقت کافی ہو گیا ہے اس لیے اب میں ختم کرتا ہوں۔ آئندہ کسی وقت یہ واقعات بیان ہو جائیں گے۔

مخالفین کے پروپیگنڈے کے نتیجہ میں بھی بیعتیں ہوتی ہیں۔ ایک خاتون سمنتھا (Samantha) صاحبہ نے میکسیکو میں بیعت کی۔ انکا کہنا ہے کافی سالوں سے وہ مختلف مشکلات کی شکار تھیں۔ بالآخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں خدا کی ضرورت ہے اور مختلف مذاہب کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کیا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہو سکتا ہے۔ آن لائن کئی مسلمان دوست بنائے۔ ایک دن جماعت سے رابطہ کیا اور مسجد آنا شروع کیا۔ ان کے دوستوں نے اسے منع کیا اور جماعت احمدیہ کے خلاف کئی باتیں ان سے کیں۔ مقامی سنی جماعت کے ساتھ بھی انہوں نے رابطہ کیا لیکن ان کے گرے ہوئے اخلاق، سخت دلی اور اسلامی تعلیمات سے دور پا کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کے احمدیت کے خلاف اعتراضات بھی جھوٹے ہیں اور حقیقی اسلام صرف احمدی جماعت میں ہی نظر آتا ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے تمام غیر احمدی دوستوں سے بات کرنا چھوڑ دی اور مخالفت کی وجہ سے بھی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئیں۔

اسی طرح امیر صاحب گیمبیا بھی لکھتے ہیں۔ ایک دوست یحیٰ سیسے (Yaya Ceesay) صاحب سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے گاؤں کے لوگوں کو جمع کیا اور ہم نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ اس پر وہ صاحب کہنے لگے کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے بعض غیر احمدی یہاں آئے تھے اور انہوں نے جماعت کے خلاف باتیں کیں۔ اس پر مَیں نے انہیں کہا کہ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن مجھے اتنا علم ہے کہ وہ لوگ آپ لوگوں سے زیادہ بہتر مسلمان ہیں۔ ابھی ہم وہاں موجود تھے کہ کسی نے مخالفین جماعت کو ہمارے اس گاؤں میں پہنچنے کی اطلاع دے دی۔ جس پر ایک مخالف نے ان صاحب کو فون کر کے کہا کہ احمدی نہ ہو جانا۔ ان سے بچ کے رہنا۔ اس پر سیسے صاحب نے ان کو بتایا کہ مجھے تو احمدیوں میں کوئی غلط بات نظر نہیں آئی۔ انہوں نے تو اپنے دلائل قرآن کریم سے دیے ہیں۔ اس لیے میں تو جماعت احمدیہ کو قبول کر رہا ہوں۔ بہرحال مخالفین کو بھی دعوت دی کہ وہ آکر اپنے دلائل پیش کر سکتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔ چنانچہ یہ صاحب دس دیگر احباب کے ساتھ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

نشانات دیکھ کر بیعت

پھر نشانات دیکھ کر لوگ بیعت میں شامل ہوتے ہیں۔ احمدیوں کا نمونہ دیکھ کے لوگ بیعت کرتے ہیں۔ پھر مختلف ویب سائٹس کے ذریعہ سے جو ہمارے خلاف بولا جاتا ہے اس کو سن کے لوگ بیعت کر لیتے ہیں۔ نومبائعین جو ہیں ان کو احمدیت چھوڑنے کی دھمکیاں بھی دی جاتی ہیں۔ انڈونیشیا کے مانسلور (Manislor) جماعت کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک ٹوفو فیکٹری کا ملازم زیر تبلیغ تھا۔ احمدیت کی سچائی جاننے کے بعد اس نے احمدیت بیعت کر لی۔ کچھ دن بعد فیکٹری کے افسر کو پتہ چلا کہ یہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گیا ہے تو اس نے اسے کہا کہ یا احمدیت چھوڑ دو یا فیکٹری چھوڑ دو تو اس نومبائع نے مضبوطی سے جواب دیا کہ وہ احمدیت کا انتخاب کرے گا اور اس نے فیکٹری چھوڑ دی۔ اب خدا کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ کچھ ماہ بعد وہ فیکٹری دیوالیہ ہو گئی اور دوسری طرف اس نومبائع نے اپنی ٹوفو کی فیکٹری لگا لی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس طرح یہ نشان دکھایا۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد غیر معمولی تبدیلیاں

پھر بعض کہتے ہیں کہ ہمارے (اندر) احمدیت قبول کرنے کے بعد غیر معمولی تبدیلیاں بھی پیدا ہوئی ہیں۔ کیریباتی کے ایک معلم ہیں جو احمدیت قبول کرنے سے پہلے وہاں مار کٹائی اور دیگر کاموں میں بڑے مشہور تھے اور لوگ ان سے بڑے خوفزدہ رہتے تھے۔ بہرحال اسلام قبول کر لیا۔ ان کی زندگی یکسر بدل گئی۔ کہتے ہیں جہاں ہماری مسجد بنی ہے وہاں ایک دن ایک شخص شراب پی کر اسلام کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور گالی گلوچ کر رہا تھا۔ چونکہ یہاں کے رواج کے مطابق چار دیواری نہیں ہوتی اس لیے مسجد کے صحن میں اس وقت معلم صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ جب معلم صاحب نے سلام پھیرا تو اس کی نظریں معلم صاحب سے ملیں اور وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ اگلے دن دوبارہ مسجد میں آیا اور معلم سے کہنے لگا کہ آپ تو اپنے علاقے میں بڑے مشہور تھے اور لوگ آپ سے ڈرتے تھے۔ بڑے بدمعاش قسم کے انسان تھے۔ یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ آپ نمازیں پڑھا رہے ہیں۔ پہلے تو میں ڈر گیا کہ اب میرا کیا حال ہو گا لیکن آپ کا صبر اور تحمل دیکھ کے مجھے پریشانی بھی ہوئی کہ کیا یہ وہی شخص ہے۔ اس پر معلم نے اسے سمجھایا کہ جب سے میں نے اسلام احمدیت قبول کی ہے میری زندگی بدل گئی ہے اور میں نے ان سب برائیوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اس کے بعد وہ شخص باقاعدہ مسجد آنے لگ گیا اور اسلام احمدیت قبول کر لی۔ اسی طرح اور بہت سارے ممالک فجی، تنزانیہ، فرانس کے واقعات ہیں۔

خطبات سن کے بھی لوگوں میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اس کیلئے بہت سارے واقعات لوگ لکھتے ہیں کہ کس طرح ہمارے اندر تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ مخالفین احمدیت جو ہیں ان کے بد انجام بھی سامنے آ جاتے ہیں اور اپنے انجام وہ خود ہی دیکھ لیتے ہیں۔

قبولیت دعا

قبولیت دعا کے بھی بہت سارے واقعات لوگوں کے ہیں۔ گوئٹے مالا سے مبلغ انچارج لکھتے ہیں کہ تین ماہ قبل بائرن صاحب زیر تبلیغ فیملی اور بعض دیگر افراد اور دیگر زیر تبلیغ فیملیز کیلئے انہوں نے مجھے خط لکھا اور جب ان کو اس کا جواب سنایا گیا تو ''بائرن سیتالان'' کی بیوی کا بیان ہے کہ ان کی شادی کو دس سال ہو گئے ہیں۔ ہر وقت لڑائی جھگڑے اور مسائل رہتے تھے لیکن گذشتہ تین ماہ سے ان کے گھر کا ماحول بالکل بدل گیا ہے۔ بائرن سیتالان صاحب نے بیعت کر لی تھی اور باقی ان کے افراد زیر تبلیغ تھے۔ بہرحال ان کی فیملی میں بیوی نے کہا کہ تین مہینے سے میں دیکھ رہی ہوں کہ گھر کا ماحول بدل گیا ہے۔ کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا اور انہوں نے کہا یہ تو دعاؤں کی برکت سے لگتا ہے اور اپنے دو بچوں سمیت

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (الاخلاص: 2 تا 5)

طالب دُعا: نورالہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔ (بنی اسرائیل: 81)

طالبِ دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

احمدی مسلمان محققین اور اسلام کے سنہری دَور کی بحالی

جب مومنین زمین اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ اور تمام کائنات پر غور کرتے ہیں تو ان کی عقلیں بہت صاف ہوجاتی ہیں

جب وہ راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو وہ اُن کے خیالات کو واضح کرتا ہے، ان کے دماغوں کو روشن کرتا ہے

جب ایک مومن اس قسم کا علم اور بصیرت پالیتا ہے تو وہ مومن مرد یا مومن عورتیں نہ صرف جدید ترین سائنسی ترقیات کے حوالہ سے دوسروں کی راہنمائی کرنے کے قابل ہوتے ہیں بلکہ وہ ایسے (دلائل) کے ہتھیاروں سے مسلح ہوتے ہیں جن سے وہ دنیا پر اس خدائے واحد کے وجود کو ثابت کرتے ہیں جو تمام خلقت کا خالق ہے

یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اصل دانشمندی اور عقل سلیم بھی وہی لوگ رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو کبھی نہیں بھولتے اور اسے ہمیشہ یاد کرتے ہیں

ایک احمدی کا حصول علم ہمیشہ تقویٰ پر مبنی ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ اس کا علم تقویٰ پر مبنی ہوتا ہے

قرآن کریم نے تنبیہ کی ہے کہ انسان قانون قدرت میں دخل اندازی نہ کرے اور غیر قدرتی ذرائع سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے

میں نے گزشتہ 13 یا 14 سالوں میں احمدی طلباء کو براہ راست یا مجلس خدام الاحمدیہ کے ذریعہ سے ہدایت دی ہے کہ وہ academia اور ریسرچ کے میدان میں جائیں اور اپنے میدان میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں

احمدیہ مسلم ریسرچ ایسوسی ایشن (AMRA) کی پہلی بین الاقوامی کانفرنس کے موقع پر مورخہ 14 ر دسمبر 2019ء بروز ہفتہ، بمقام مسرور ہال، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو.کے میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز انگریزی خطاب کا اردو ترجمہ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○
مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ○

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

قرآن کریم کی یہ آیات جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے سورت آل عمران آیت 191 تا 192 ہیں اور ان کا ترجمہ ہے:

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ (اور بے ساختہ کہتے ہیں) اے ہمارے ربّ! تُو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج آپ کو پہلی بین الاقوامی AMRA کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ یہ تقریب تمام شاملین کیلئے مفید اور حصول علم کیلئے ایک منبع ثابت ہوئی ہو۔

قرآن کریم کی کئی آیات میں بشمول ان آیات کے جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کا ذکر کیا ہے اور ہمیں ہدایت دی ہے کہ ہم اپنی پیدائش کے اصل مقصد پر غور و فکر کریں۔ اس نے ہمیں ترغیب دلائی ہے کہ ہم اپنی عقلوں کو استعمال کریں، اس کی تخلیق پر غور و فکر کریں اور تحقیق اور غور و فکر کے ذریعہ انسان کی ترقی کیلئے نئی نئی راہیں اور جدّت تلاش کریں۔

یقیناً اس حقیقت کی وجہ سے کہ ہمیں عقل و فہم عطا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو 'اشرف المخلوقات' قرار دیا ہے۔ ہمیں صحیح اور غلط میں فرق کرنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔ ہمیں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔ انسان تمام مخلوقات میں منفرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسان کو یہ بصیرت عطا فرمائی ہے کہ جو کچھ اُس نے پیدا کیا ہے ہمارے فائدے کیلئے ہے بشرطیکہ ہم اسے صحیح طریق پر استعمال کریں۔

قرآن کریم نے جس کثرت کے ساتھ کائنات اور اسکے آغاز کے بارہ میں معلومات (insight) دی ہیں اور جس کثرت سے سائنسی تحقیق اور حصول علم کیلئے ترغیب دلائی ہے یقیناً تمام مقدس صحیفوں میں قرآن کریم اس حوالہ سے عدیم المثال ہے۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جب مومنین زمین اور آسمان کے اجرام کی بناوٹ اور تمام کائنات پر غور کرتے ہیں تو ان کی عقلیں بہت صاف ہو جاتی ہیں۔ اسکے نتیجہ میں انہیں اُس پختہ ایمان کی طرف لے جایا جاتا ہے کہ ''خدا تعالیٰ ہے'' کیونکہ وہ اسکے نشانات اور اُسکے وجود کے ثبوت اپنے اردگرد دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اِس کے برعکس دنیادار اور لا مذہب محققین کی دلچسپی بہت محدود اور تنگ ہے۔ جب وہ کسی چیز کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کا محدود انداز میں جائزہ لیتے ہیں۔ لیکن ایک متقی انسان محض دنیا کے طول و عرض کی شناخت، اس کی مادی شکل یا اسکی کشش ثقل کا حساب کرنے سے مطمئن نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ سورج، چاند اور ستاروں کی خصوصیات کی تعیین سے مطمئن ہوتا ہے۔ ایک حقیقی مومن مسلسل کوشش اور جدو جہد کے ساتھ معائنہ کرتا رہے گا۔ وہ کارخانۂ قدرت اور ہمارے اردگرد کی دنیا کی کامل ہم آہنگی کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہے گا۔ ایسے حقیقی مومن مردوں یا عورتوں میں اِس مادی دنیا کی مخفی خصوصیات اور توانائی کی شناخت کیلئے ایک نہ ختم ہونے والی پیاس ہوگی اور جوں جوں وہ اس کی شان اور کمال کو دیکھیں گے توں توں وہ لازماً اپنے خالق کی طرف کھچے چلے جائیں گے اور ہستی باری تعالیٰ کے وجود پر ان کا ایمان بڑھتا جائے گا۔

جب ایک عقلمند انسان باریک بینی سے آسمان و زمین، کائنات اور اِس بات پر غور کرتا ہے کہ رات اور دن کیوں مسلسل ادلتے بدلتے ہیں تو نتیجتاً اسے اللہ تعالیٰ کا ادراک پیدا ہوتا ہے اور وہ اُس کی کامل تخلیق کی تعریف کرتا ہے۔ جب وہ خدا تعالیٰ کو اس طرح دیکھتا ہے اور اُس کی عظمت کو پہچانتا ہے تو وہ اُس کی طرف زیادہ جوش اور جذبے کے ساتھ رُخ کرتا ہے اور کائنات کے رازوں کو سمجھنے اور معلوم کرنے میں اُس سے مدد اور فضل طلب کرتا ہے۔ اُس کی برکتوں اور مدد کو حاصل کرنے کیلئے وہ اسے کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی یاد کرتا ہے جس طرح تقویٰ شعار مومنین کرتے ہیں۔ اِس کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں ہے جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔

جب وہ راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو وہ اُن کے خیالات کو واضح کرتا ہے، ان کے دماغوں کو روشن کرتا ہے اور قبل ازیں دماغوں میں جو عدم فہم کی دھند تھی اسے صاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کائنات اور سیاروں کے بارہ میں سمجھ بوجھ عطا کرتا ہے اور وہ یقین کے ساتھ پہچان جاتے ہیں کہ اِس قسم کا کامل اور ہر عیب سے پاک precise قدرتی نظام کبھی بھی اتفاقاً یا ازخود نہیں رونما ہو سکتا تھا بلکہ یہ ایک عظیم خالق کا عکس اور اشارہ ہے۔ یہ یقیناً ایک خالقِ کُل کے وجود کا ثبوت ہے۔ جن لوگوں کے دماغ اس طرح کھلے اور روشن ہیں وہ اپنے خالق کی طرف جھکتے ہیں اور اسکے قہر سے بچنے کیلئے دعا کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا کرے اور اسکی تخلیق کے بارہ میں دقیق عقل و فہم عطا کرے۔

اسی تسلسل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ طبیعیات (Physics)، فلکیات (Astronomy) اور سائنسی علوم کے مسلسل مطالعہ سے ایک مومن ہمیشہ خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ جتنا زیادہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور دنیا کے بارہ میں علم حاصل کرتا ہے اتنا ہی وہ کائنات کے اسرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خوبصورتی کی تعریف کرتا ہے۔ جب ایک مومن اس قسم کا علم اور بصیرت پا لیتا ہے تو وہ مومن مرد یا مومن عورتیں نہ صرف جدید ترین سائنسی ترقیات کے حوالہ سے دوسروں کی راہنمائی کرنے کے قابل ہوتے ہیں بلکہ وہ ایسے (دلائل) کے ہتھیاروں سے مسلح ہوتے ہیں جن سے وہ دنیا پر اس خدائے واحد کے وجود کو ثابت کرتے ہیں جو تمام خلقت کا خالق ہے۔

یہ ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے، یہ ان کی کامیابی کا ذریعہ ہے اور دنیا میں حقیقی عزت و آبرو پانے کی راہ ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کائنات پر غور کرتے ہوئے اِسی طریق کے مطابق اپنی زندگی بسر کی اور آپ کو جو بھی بصیرت حاصل ہوتی اسے خدا تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کیلئے استعمال کرتے۔ پس تمام احمدی محققین یا جو بھی احمدی تعلیمی میدان میں ہیں انہیں کسی بھی تحقیق یا مطالعہ سے قبل، اسکے دوران اور اسکے بعد بھی خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو مسلسل اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے۔ انہیں پختہ ارادے کے ساتھ اپنی تحقیقات کے ذریعہ ان ثبوتوں کو ظاہر کرنا چاہیے جن سے وہ شک میں مبتلا لوگوں اور غیر مومنین پر خدائے واحد کے وجود کو ثابت کرسکیں۔ وہ ان لوگوں کی تردید کرسکیں گے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں تصادم ہے۔ جب احمدی اس طرح تحقیق کریں گے اور ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کریں گے تو بے شک خدا تعالیٰ ہر موڑ پر ان کی مدد کرتے ہوئے ان کی راہنمائی کرے گا۔

جیسا کہ میں نے پہلے کہا ایک دنیادار انسان کی تحقیق خالصتاً دنیاوی نقطۂ نگاہ سے ہوتی ہے اور وہ اپنی عقل کو محض دنیاوی ترقی کیلئے استعمال کرتا ہے۔ اُس کی کوششیں سائنسی ترقی کی طرف منتج ہوسکتی ہیں لیکن ایک مومن کی تحقیق کا اثر و رسوخ کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ اُس کی تحقیق نہ صرف سائنسی ترقی اور ماڈرن ٹیکنالوجی کی طرف منتج ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے ثبوت بھی دے رہی ہو گی۔ اس لیے احمدی مسلمان محققین کو، بالخصوص وہ جو مختلف سائنسی علوم کے میدان میں ہیں انہیں صرف اپنے ہی میدان میں فہم و ادراک بڑھانے کی نیت سے کام نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہستی باری تعالیٰ کے وجود کے ثبوت تلاش کرنے کیلئے ایک لازوال عزم کو برقرار رکھنا چاہیے۔ جیسا کہ میں نے کہا ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اس طرح اپنے کام کو انجام دیا اور اسکے نتیجہ میں انہیں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔

یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اصل دانشمندی اور عقل سلیم بھی وہی لوگ رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو کبھی نہیں بھولتے اور اسے ہمیشہ یاد کرتے ہیں۔ اس طرح جہاں ہمارے سائنسدان اور محققین اپنی دنیاوی تعلیم میں آگے بڑھنے کی سعی کر رہے ہیں وہاں انہیں اپنے ایمان کی بھی حفاظت کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے ہوں گے اور جو ذمہ داری اُن پر عائد کی گئی ہے کہ وہ تمام طاقتوں کے مالک خدا کی ہستی کو ثابت کرنے کیلئے مزید ثبوت تلاش کریں انہیں اس ذمہ داری کو پورا کرنا چاہیے۔

جو لوگ اِن تعلیمی میدانوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اُن میں اور احمدی سائنسدانوں اور محققین میں ہمیشہ ایک نمایاں فرق نظر آنا چاہیے۔ اور وہ فرق یہ ہونا چاہیے کہ ایک احمدی کا حصول علم ہمیشہ تقویٰ پر مبنی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ اس کا علم تقویٰ پر مبنی ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا پیار اور اسکی عظمت ہمیشہ آپ کے دل و دماغ میں راسخ رہنی چاہیے۔ اگر آپ اس طرح تحقیق کریں گے اور اپنے کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو عظیم کامیابیوں سے نوازے گا۔ انشاء اللہ۔

آپ میں سے بعض کے علم میں ہوگا کہ ایک مرتبہ ایک معروف مغربی محقق اور سیاح پروفیسر کلیمنٹ ریگ (Professor Clement Wragge) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کرنے کیلئے قادیان کا سفر اختیار کیا۔ گفتگو کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند، ستاروں اور سیاروں کو انسان کی خدمت اور بنی نوع انسان کے فائدے کیلئے بنایا ہے۔

اس بیان کی روشنی میں ایک احمدی محقق کو جب بھی وہ کسی غیر حل شدہ سوال کے جواب کیلئے تحقیق کر رہا ہو ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے نوع انسان کے فائدے کیلئے پیدا کیا ہے۔ احمدی محقق کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ جو بھی وہ دریافت کرے اس سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے اس بات کی یقین دہانی کرے کہ جو بھی علمی ترقی ہو رہی ہے اسے صحیح طریق پر نوع انسان کے فائدے کیلئے استعمال کیا جا رہا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پروفیسر کلیمنٹ ریگ کے ساتھ گفتگو میں دعوے سے فرمایا کہ سائنس اور مذہب میں کوئی تصادم نہیں اور یہ کہ سائنس کبھی بھی قرآن کریم کا کوئی ایک حرف یا لفظ یا اسلامی تعلیمات کو کبھی بھی غلط ثابت نہیں کر سکے گی خواہ سائنس کتنی بھی ترقی کر لے۔ اسکے برعکس ہر دریافت اور ہر ترقی مزید قرآن کریم کی تعلیمات کو سچا اور خدائے واحد کے وجود کو ثابت کرے گی۔ قرآن کریم ہرگز سائنس سے دور رہنے یا اس کی تعلیم حاصل کرنے سے باز نہیں رکھتا۔ ہرگز نہیں، قرآن کریم تو مومنین کو حکم دیتا ہے کہ وہ دریافت کریں، چھان بین کریں اور اپنی عقل اور خداداد استعدادوں اور صلاحیتوں کو استعمال کریں۔ وہ لوگ جو انسانی علم کو بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے یقیناً وہ اللہ تعالیٰ سے اپنی کوششوں کا اجر پائیں گے۔ لیکن قرآن کریم نے تنبیہ کی ہے کہ انسان قانون قدرت میں دخل اندازی نہ کرے اور غیر قدرتی ذرائع سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے۔ مثلاً گزشتہ سالوں میں سائنسی اقدار کی حدود کو Genetic Engineering اور جاندار مخلوق کی cloning کے ذریعہ رفتہ رفتہ پامال کیا گیا۔ یہ غیر اخلاقی اور خطرناک کوششیں ہیں۔ ان کارروائیوں کے نتائج جبکہ انسان اپنی حدود سے آگے بڑھنے اور خدا بننے کی کوشش کر رہا ہوگا، یقیناً نہایت بھیانک اور بنی نوع انسان کو تباہی کی طرف لے جانے کا ذریعہ بنیں گے۔ اس کا انجام نہ صرف اسکے حامیوں کو آخرت کی جہنم میں دھکیلنے والا ہوگا بلکہ وہ دنیا میں بھی جہنم پیدا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے ہر احمدی محقق اور سائنسدان کو بچنا ہوگا۔ آپ لازماً صرف وہی راہیں اختیار کریں جو بنی نوع انسان کے فائدے کیلئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی حدود کے مطابق ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ قرآن کریم کی مقرر کردہ حدود میں رہنا ایک مومن کی نشانی ہے۔

اگر آپ اپنے کام کو اس طرح انجام دیں گے تو عظیم چیزیں حاصل کر سکیں گے اور جو نمایاں شہرت مسلمان علماء اور ماہرین تعلیم کی تھی اسے پھر بحال کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرونِ وسطیٰ کے دوران بے شمار مسلمان سائنسدانوں نے، فلاسفروں نے اور دانشوروں نے انسانی علم وفہم کو فروغ دینے میں انسانیت پر ایک انمٹ نقش چھوڑا ہے۔ ان کی ابتدائی کوششوں نے دنیا میں ایک نمایاں انقلاب برپا کیا اور ان کی تحقیق اور دریافتیں ابھی بھی ماڈرن سائنس اور ریاضی کی بنیاد ہیں۔ انہوں نے اپنی خداداد ذہانت اور قابلیتوں کو استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کی اور اسکی مخلوق پر غور کیا۔ اور اِسکے نتیجہ میں تاریخ نے انہیں پہچانا اور ابھی بھی تاریخ انہیں تسلیم کر رہی ہے اور آج بھی انہیں عزت دی جاتی ہے۔

مثال کے طور پر 2016ء میں National Geographic کی طرف سے ایک مضمون بعنوان How Islamic Science advanced Medicine (اسلامی سائنس نے طب کو کس طرح فروغ دیا) شائع ہوا ہے جس میں اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان سائنسدانوں کی حصہ داری (contribution) کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اس میں لکھا ہے: ’’قرون وسطیٰ کے آخر میں اسلامی ممالک کے معالجین کو بہت عزت ملی۔ اس وقت طب کے مطالعے اور اسکی مشق مسلم معاشروں کے ذریعہ ان کے وسیع علاقے میں آگے بڑھی جو جدید دور کے جنوبی اسپین سے لے کر ایران تک پھیلی ہوئی تھی۔‘‘

اس میں مزید لکھا ہے کہ ’’900ء کی دہائی تک یونانی، فارسی اور سنسکرت میں طب کے حوالہ سے تحریرات کے عربی زبان میں تراجم کی تعداد بڑھتی گئی اور اسلامی طب جلد ہی دنیا میں برتری پا گئی۔ عیسائی، یہودی، ہندو، اور بہت سے دوسرے مسالک کے علماء نے عربی زبان کو سائنس کی زبان کے طور پر دیکھا۔ مختلف مذاہب پر ایمان رکھنے والے ڈاکٹرز نے مل کر کام کیا اور بحث مباحثہ اور مطالعہ بھی مشترکہ طور پر عربی زبان میں ہوتا تھا۔‘‘

اسی مضمون میں مزید لکھا ہے کہ ’’بغداد کے اُفق میں سب سے روشن ستارہ بلاشبہ غیر معمولی صفات کا حامل ابن سینا تھا...... 18 سال کی عمر میں ہی ڈاکٹر، آپ کی کئی جلدوں پر مشتمل کتاب القانون فی الطب یعنی طب کا قانون رہتی دنیا تک مشہور ترین طبی کاموں میں سے ایک ہے...... یونانی مفکر جالینوس (Galen) کے طبی طریقوں کو ارسطو (Aristotle) کی فلاسفی سے ہم آہنگ کرنے کی جو کوشش ابن سینا نے کی ہے اس سے اس شعبہ کی گوناگوئی ظاہر ہوتی ہے جو مسلمانوں کی سوچ اور مطالعہ میں ودیعت کی گئی تھی جس نے یونانی محررین کے کاموں کو صرف ازسرنو زندہ ہی نہیں کیا بلکہ آئندہ صدیوں کیلئے سوچ کے نئے عمدہ نمونے (patterns) اجاگر کئے۔ یورپی طبی ماہرین نے ’القانون‘ کا مطالعہ 18ویں صدی تک کیا۔ یقیناً ایسا ہی ہونا تھا کیونکہ عملی سائنس، افکار اور مذہب کو ہم آہنگ کیا گیا۔‘‘

National Geographic کے اس مضمون میں مزید لکھا ہے کہ سپین میں مسلمانوں کی حکمرانی کا دور ’’علمی ترقی کا دور‘‘ تھا۔ اور دسویں صدی میں قرطبہ کو ’’یورپ میں سب سے زیادہ cultured شہر‘‘ اور ’’مطالعہ اور غور وخوض کا ایک عظیم مرکز‘‘ بیان کیا گیا ہے۔

ایک اَور مضمون میں How Islam Won and Lost, the Lead in Science (سائنسی برتری میں اسلام کی فتح اور پھر شکست) جو The New York Times نے شائع کیا ہے اس میں ابتدائی مسلمان سائنسدانوں کی حصہ داری کی کھل کر تعریف کی گئی ہے۔

محرر لکھتا ہے: ’’Civilisations یونہی نہیں ٹکراتیں بلکہ ایک دوسرے سے سیکھتی ہیں۔ اسلام اس کی ایک اچھی مثال ہے۔ عرب اور یونان کی دانشورانہ ملاقات تاریخ کے عظیم الشان واقعات میں سے ایک ہے۔ نہ صرف (عالمِ) اسلام کیلئے بلکہ یورپ اور پوری دنیا کیلئے اس کا پیمانہ اور نتائج بہت وسیع ہیں۔‘

لیکن اس مضمون میں یہ بھی بات اٹھائی گئی ہے کہ ابتدائی مسلمانوں کے بہت سے کارناموں (contributions) کو سنبھالا نہیں گیا۔ اس حوالہ سے لکھا ہے: ’’تاریخ دان کہتے ہیں کہ انہیں اس سنہری دور کے بارہ میں بہت کم علم ہے۔ اس زمانہ کے چند اہم سائنسی کاموں کا عربی سے ترجمہ کیا گیا اور کئی ہزار مسودات کو جدید عالموں نے کبھی پڑھا ہی نہیں۔‘‘

پس مسلمان علماء کی تاریخی شراکت میں کوئی شک نہیں۔

انتہائی رنج کی بات ہے کہ ابھی تک اکثر مسلم دنیا کی حالیہ دانشورانہ حالت (intellectual state) افسوسناک ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ جب مسلمان اللہ تعالیٰ سے دُور ہوتے گئے اور جو خصوصیات ایک مومن کے ساتھ وابستہ ہیں وہ تیزی کے ساتھ ان میں سے زائل ہوتی گئیں تو جن مسلمانوں نے قبل ازیں سائنس اور ریسرچ میں دنیا کی قیادت کی تھی درجہ بدرجہ جہالت کے ایسے دور میں داخل ہوتے گئے جو ابھی تک جاری ہے۔ ایجادات اور دریافتوں کی قیادت کرنے کی بجائے مسلمانوں کے علم کا روشن دَور اپنے اختتام کو پہنچا اور مسلمانوں کا انحصار دوسرے لوگوں کی دریافتوں اور جدید ٹیکنالوجی پر ہونے لگا۔ دنیا کو کچھ دینے کی بجائے مسلمان وہ ہو گئے جو دنیا سے صرف لینے والے ہیں۔ چنانچہ دنیا جہاں سائنس اور حصول علم میں مسلمانوں کی تاریخی حصہ داری کو پہچانتی ہے وہاں وہ دنیا میں ماڈرن مسلمانوں کی دانشورانہ حالت کو افسوسناک سمجھتی ہے۔

اگر عمومی بات کی جائے تو حقیقت یہ ہے کہ مسلم دنیا حصول علم اور انسان کی انتہائی کوشش کے ساتھ علم کو آگے بڑھانے کے جوش کو کھو بیٹھی ہے۔

مسلمان قومیں دنیا کی راحت اور آرام اور آسائشوں میں ڈوب گئی ہیں اس لیے ان میں اب حصول علم کیلئے محنت کرنے یا کائنات پر غور وفکر کرنے کا جوش وجذبہ نہیں رہا۔

سائنس اور حصول علم میں عصر حاضر کے مسلمانوں کی ناکامی پر Hillel Ofek نے اپنے ایک آرٹیکل بعنوان Why the Arab World turned away from Science (عرب دنیا سائنس سے کیوں بیزار ہوئی) میں بات کی ہے۔ موصوف امریکہ میں Clement Centre for National Security میں ریسرچ فیلو ہیں۔ وہ مسلمانوں کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہیں کہ سائنس اور انسانی تہذیب وتمدن کی ترقی میں قیادت کرنے والے مسلمان ایسی حالت میں جا پڑے ہیں کہ اب انکی حصہ داری کو علمی برادری میں حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ لگ بھگ سال 1600ء تک مسلمان سائنسدانوں اور علماء کی علمی ترقی کے مقابلے میں ’یورپ کچھ نہیں تھا‘۔ نیز وہ اس بات کو بھی اٹھاتا ہے کہ سائنس اور ریاضی کی کتنی اصطلاحیں مثلاً الجبرا، الخوارزم، الکیمی اور الکلی عربی زبان سے نکلی ہیں اور یہ اصطلاحیں دنیا میں اسلام کی شراکت داری کو ظاہر کرتی ہیں۔

پھر آگے جا کر وہ ایک اَور عصر جدید کی تصویر کھینچتا ہے کہ مسلمان ممالک میں سائنس کے حوالہ سے موجودہ حالت ماضی میں مسلمانوں کی شاندار حالت کے بالکل برعکس ہے۔

مثلاً وہ اس بات کو اٹھاتا ہے کہ باوجود اسکے کہ دنیا میں 6.1 بلین مسلمان آباد ہیں پھر بھی مسلمان ممالک میں سے صرف 2 مسلمانوں نے نوبیل انعام حاصل کیا ہے۔ ایک اَور جائزہ جو وہ واضح طور پر پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ 46 مسلمان ممالک کو اگر ملا لیا جائے تو مسلمان ممالک نے پوری دنیا میں سائنسی لٹریچر میں صرف ایک فیصد حصہ ڈالا ہے۔ اسی طرح وہ لکھتا ہے کہ 1989ء میں United States نے دس ہزار سے زائد سائنسی مضامین (scientific papers) شائع کیے ہیں جن میں سے کثرت سے حوالے پیش کیے جاتے رہے۔ جبکہ پوری عرب دنیا میں اسی عرصہ میں صرف 4 مضامین شائع ہوئے جن سے عموماً حوالے پیش کیے جاتے۔ مضمون نگار نے یہ بھی لکھا کہ 1980ء اور 2000ء کے درمیان صرف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✡ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✡ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

ایک ملک یعنی جنوبی کوریا نے 16000 سے زائد intellectual patent دیے جبکہ عرب ممالک نے ملا کر کُل صرف 370 patent دیے۔ ان ممالک میں مصر، سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات شامل ہیں۔

اس آرٹیکل میں نوبیل انعام یافتہ پروفیسر سٹیون وائنبرگ (Professor Steven Weinberg) کا بھی حوالہ دیا گیا ہے جس میں وہ مسلمان ممالک میں تیار کردہ سائنسی مواد کی قلت پر بات کرتے ہیں۔

پروفیسر وائنبرگ لکھتے ہیں: ’’گوکہ مسلمان ممالک سے تعلق رکھنے والے ہنرمند سائنسدان مغربی ممالک میں نتیجہ خیز کام کر رہے ہیں تاہم چالیس سالوں میں مَیں نے کسی مسلمان ملک میں کام کرنے والے ماہر طبیعیات (physicist) یا ماہر فلکیات (astronomer) کا ایک بھی مضمون ایسا نہیں دیکھا جو پڑھنے کے قابل ہو۔ علمی اور سائنسی اعتبار سے مسلمان اور اسلامی ممالک دنیا کی قیادت کرنے والے تھے لیکن اب ان پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔‘‘

اسلامی دنیا میں علمی جہالت کے اس دور میں احمدی مسلمان سائنسدانوں اور محققین کیلئے یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے کہ وہ اسلام کی کھوئی ہوئی عزت اور وقار کو دنیا بھر کے علمی میدانوں میں بحال کریں۔

پس یہ آپ کا عزم ہونا چاہیے کہ اس شاندار علمی روشنی کے کُرتے کو اٹھانے کی ذمہ داری لیں جسے قرون وسطیٰ کے عظیم مسلمان علماء اور ایجادات کرنے والوں نے سجایا تھا۔

ہماری یہ روایت ہے کہ ہر سال جماعت (احمدیہ) مختلف علمی میدانوں میں نمایاں کارکردگی دکھانے والوں میں سونے کے میڈل تقسیم کرتی ہے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ (حضرت مرزا ناصر احمد) نے اس تحریک کے آغاز پر یہ ہدایت دی تھی کہ سونے کے میڈل اور سکالرشپ خاص طور پر انہیں دیے جائیں جو سائنس میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے جب نوبیل انعام جیتا اسکے کچھ عرصہ بعد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس تحریک کا آغاز فرمایا اور یہ ان کی دلی خواہش تھی کہ کم از کم 100 احمدی مسلمان، ڈاکٹر عبدالسلام کے نقش قدم پر چلیں اور جب جماعت اپنی دوسری صدی میں داخل ہو تو یہ احمدی مسلمان نمایاں سائنسدان بن جائیں۔ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کی تین دہائیاں اب گزر چکی ہیں۔ افسوس سے مجھے کہنا پڑ رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم میں کوئی ایسا سائنسدان پیدا نہیں ہوا جس نے اس عرصے میں عالمی شہرت حاصل کی ہو۔ نیز میں نے گزشتہ 13 یا 14 سالوں میں احمدی طلباء کو براہ راست یا مجلس خدام الاحمدیہ کے ذریعہ سے ہدایت دی ہے کہ وہ academia اور ریسرچ کے میدان میں جائیں اور اپنے میدان میں اعلیٰ ترین مقام حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن ابھی تک یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نتائج اس کے قریب بھی پہنچے ہوئے ہوں جس کی میں نے امید کی تھی۔ جہاں تک مَیں جانتا ہوں بمشکل کسی احمدی نے دنیا کی سائنسی یا علمی ترقی میں کوئی نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

یہاں میں یو ایس اے میں ایسوسی ایشن آف احمدی سائنٹسٹس کی کوششوں کی تعریف کرنا چاہتا ہوں جو کسی حد تک فعال ہیں اور باقاعدگی سے سائنس اور قرآن کے بارہ میں میٹنگز کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے وہ غیر معمولی کام کیا ہے جس کی ان سے توقع ہے۔

یہاں جمع ہو کر اور کانفرنس کے انعقاد کے نتیجے میں آپ سب اپنا یہ مشن سمجھیں کہ اپنی منتخب شدہ فیلڈ میں سب سے زیادہ محنت کرنی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام اور ان ممتاز مسلمان علماء اور محققین جنہوں نے کئی صدیاں قبل علم کی ایک بھرپور میراث پیچھے چھوڑی ہے آپ کو لازماً یہاں سے ایک پختہ عزم کے ساتھ رخصت ہونا چاہیے کہ آپ ان کے نقش قدم پر چلیں گے۔ آپ کو لازماً غور و فکر کرنی چاہیے کہ آپ دنیا کی بہتر سمجھ بوجھ کیسے پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ نئی ٹیکنالوجیز (technologies) اور سسٹمز (systems) بنائیں جن سے انسانیت فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ بطور سائنسدان اور محققین یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ذہنوں اور talent کی مشق کریں اور وہ راہیں اور طریقے تلاش کریں جن سے آپ عظیم علمی کارنامے سرانجام دے سکیں۔ آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں رہنا چاہیے خاص طور پر اُن سے جو آپ سے ملتی جلتی ریسرچ کے میدان میں ہیں اور ایک دوسرے سے سیکھیں۔ باہمی مذاکرات اور ارتباط (coordination) کے ساتھ آپ بہتر نتائج حاصل کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ جاں فشانی اور جذبے کے ساتھ کام کریں اور سب سے بڑھ کر اپنے تعلیمی سفر کے ہر قدم پر مسلسل اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کریں اور اس کی شان کو اپنے سامنے رکھیں۔

ان گزارشات کے بعد میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ترقی کرنے اور اپنی اپنی فیلڈز میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم جلد اسلام کی علمی برتری اور ترقی کے نئے سنہری دَور کے طلوع ہونے کا مشاہدہ کریں جس کی قیادت دنیا بھر میں احمدی مسلمان کرنے والے ہوں۔ آمین۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21 دسمبر 2021)

......☆......☆......☆......

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ برطانیہ کے گیسٹ ہاؤس ’’سرائے ناصر‘‘ کا افتتاح فرمایا

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5 فروری 2022ء بروز ہفتہ مجلس انصار اللہ برطانیہ کے گیسٹ ہاؤس ’’سرائے ناصر‘‘ واقع فارنہم سرے (یو.کے) کا افتتاح فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 11 بجکر 50 منٹ پر اسلام آباد سے روانہ ہو کر اندازاً 5 میل کا فاصلہ طے کرتے ہوئے 12 بجکر 11 منٹ پر سرائے ناصر تشریف لائے جہاں محترم ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ، محترم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ برائے صف دوم، نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ برطانیہ اور محترم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور نے افتتاحی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور پھر دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور نے سرائے ناصر کا معائنہ فرمایا۔

سب سے پہلے حضور انور نے عمارت کے عقب میں واقع کمرہ برائے نماز اور دفتر کا معائنہ فرمایا۔ بعد ازاں عقبی باغیچے میں تشریف لے گئے۔ دوران معائنہ حضور انور محترم صدر صاحب انصار اللہ سے مختلف امور کے متعلق استفسار فرماتے رہے۔

حضور انور نے گیسٹ ہاؤس کی تزئین و آرائش کو پسند فرماتے ہوئے فرمایا کہ لگتا ہے کہ کسی خاتون کا اس کی تزئین و آرائش میں کچھ حصہ ہے۔ اس پر قائد صاحب عمومی نے بتایا کہ ان کی اہلیہ کو بھی گیسٹ ہاؤس کی تزئین و آرائش کیلئے متعدد مرتبہ یہاں آنے اور اشیاء کی خریداری وغیرہ میں معاونت کی توفیق ملی ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے عمارت کی دوسری منزل کا معائنہ فرمایا اور کچھ ہدایات دیں۔ بعدہ حضور انور لاؤنج میں تشریف لے گئے جہاں مجلس انصار اللہ کی طرف سے حضور انور کی خدمتِ اقدس میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ 12 بجکر 50 منٹ پر قافلہ اسلام آباد کیلئے روانہ ہوا اور کچھ دیر بعد حضور انور بخیر و عافیت اسلام آباد پہنچ گئے۔ الحمدللہ۔

حضور انور نے از راہ شفقت 4 مئی 2019ء کو یہ دو منزلہ عمارت خریدنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ بعدہ اس کا رینویشن کیا گیا۔ رینویشن کا کام مکمل ہونے کے بعد حضور پُرنور نے از راہ شفقت 20 مارچ 2020ء کو اس کا نام ’’سرائے ناصر‘‘ عطا فرمایا۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن)

......☆......☆......☆......

بقیہ خطاب حضور انور از صفحہ 10

انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ یہ واقعات تو بے شمار ہیں۔

غیروں کے تاثرات

غیروں کے تاثرات بھی مختلف تقریبات کے موقع پر ہوتے ہیں۔ امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں کہ دورانِ سال نیشنل یومِ تبلیغ منایا گیا۔ شاہراہوں اور چوراہوں پر اس روز سائن لگائے گئے مختلف لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ سائن بورڈ لے کر کھڑے ہوئے۔ کہتے ہیں اس دوران ایک واقعہ ہوا کہ بریمپٹن میں ہمارے ایک سائن بورڈ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھ کر ایک ہندوستانی بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ میرا کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جس شخص کی تصویر تم لوگوں نے اٹھا رکھی ہے اس کی آنکھیں بتاتی ہیں کہ یہ شخص ہرگز جھوٹا نہیں ہو سکتا اور اس کا پیغام سچا ہے۔ اب میں خود آپ کی جماعت کے بارے میں پڑھوں گا۔

آسٹریلیا میں آسٹریلیا ڈے منایا گیا وہاں بھی ایک خاتون مس ڈیبی کہتی ہیں کہ آپ کے پروگرام کو دیکھ کر میری آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے کہ آسٹریلیا کا مستقبل اچھے ہاتھوں میں ہے۔ یہ پروگرام دیکھ کر مجھے اپنے آسٹریلین ہونے اور آسٹریلیا کو اپنا وطن کہنے پر فخر ہے۔ اسی طرح اَور جگہوں سے بھی بے شمار اس طرح کے واقعات ہیں۔

کبابیر کے مربی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے معاذ عودے صاحب نے ہمارے مرکز میں آنے والے امریکہ کے طلباء پر مشتمل ایک غیر مسلم وفد کو اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا اور طلباء کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ اس گروپ کے ایک طالب علم ابراہام کہنے لگے کہ میں ڈومینیکا کے ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ آباؤ اجداد کی پیروی میں ہم مسیح کے انتظار میں ہیں۔ آج تک اس بارے میں میری یہ حالت رہی ہے کہ کسی اَور کی بات سننے کی بالکل کوئی رغبت نہیں ہے بلکہ بلا ثبوت اپنے عقیدے پر قائم چلا آیا مگر آج یہاں آپ کی جماعت وزٹ کرنے کے بعد میں بالکل کوئی اَور شخص بن گیا ہوں کیونکہ میں نے یہاں سے کچھ ایسی باتیں سنی ہیں جو کسی انسان کی بات نہیں لگتی بلکہ خدائی کلام ہے اور اب گویا کہ مجھے پیغام ملا ہے کہ اِدھر اُدھر پھرنا چھوڑ و اور اپنے آگے سے پردے ہٹاؤ اور سچائی کی تلاش کرو۔ پس جو کچھ میں نے یہاں سے سنا پورے دل و دماغ پر اثر کر گیا ہے۔

اسی طرح سپین سے آئی ایک غیر مسلم لڑکی مسجد سے نکل کر واپس جاتے ہوئے کہنے لگی۔ آپ کی اس مسجد سے اب ہم زندگی کی تازہ امیدیں لے کر لوٹ رہے ہیں۔ ہمیں ایک اچھا لائحہ عمل ملا ہے اور شکریہ ادا کیا۔ ایسی بے شمار رپورٹس ہیں۔ بہت لمبی ہیں۔ کچھ حصہ میں نے بیان کیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مخالفین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ’’باز آ جاؤ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی۔ تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ دن بدن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے...... کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 409)

اللہ تعالیٰ ان مخالفین کو بھی عقل دے اور دنیا کے تمام انسانوں کو عقل دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو سمجھیں۔ اسلام کے حقیقی پیغام کو سمجھیں اور دنیا میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرستادہ بھیجا ہے اس کو مان کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بنیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(شکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 7 دسمبر 2021)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے
کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

صدقات کی رقم سے مساجد تعمیر نہیں کی جاتیں، مسجد بنانے کیلئے الگ سے ہدیہ دینا چاہئے، اسی لیے جماعت میں بھی جہاں ضرورت ہو مساجد کی تعمیر کیلئے الگ مساجد فنڈ کی تحریک کی جاتی ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں بینکوں سے ملنے والے سود کو اشاعت اسلام کی مد میں خرچ کرنے کی اجازت دی ہے، اسے صرف اسلام کی غربت کی حالت میں اضطراری طور پر اور وقتی اجازت قرار دیا ہے اور صرف اشاعت اسلام کی مد میں لٹریچر وغیرہ کی اشاعت میں اسکے خرچ کی اجازت دی ہے، مساجد وغیرہ کی تعمیر کیلئے اجازت نہیں دی

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 25)

سوال محترم ناظم صاحب دارالافتاء نے ایک شخص کے اپنی بیوی کو تین طلاق دینے کے بعد رجوع کے بارے میں استفسار کیا۔ اس مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ یکم جولائی 2020ء میں ارشاد فرمایا:

جواب طلاق کے اسلامی حکم، جس کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ کو انہوں مذاق بنایا ہوا ہے اور ذرا ذرا سی بات پر اپنی بیوی کو طلاق دیتے رہے ہیں۔

یہ کوئی طیش نہیں بلکہ سراسر جہالت ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک رخصت کی تضحیک ہے۔ صاف نظر آرہا ہے کہ ان کے دل میں بسا ہوا ہے کہ بیوی کو تنگ کرنے کیلئے طلاق ایک بہترین ہتھیار ہے۔ اور جب چاہیں بغیر سوچے سمجھے اسے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ایسے لوگوں کی ہی تادیب اور اصلاح کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک وقت میں دی جانے والی تین طلاقوں کو تین شمار فرمایا تھا۔ اس لیے میرے نزدیک تو یہ طلاق ہوگئی ہے اور اب رجوع نہیں ہوسکتا۔ لیکن پھر بھی مزید جائزہ لے لیں۔

سوال کسی کاروباری کمپنی میں نفع و نقصان کی شراکت کی شرط کے ساتھ سرمایہ کاری کرنے کے بارے میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء کی ایک رپورٹ کے بارے میں راہنمائی فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ یکم جولائی 2020ء میں ارشاد فرمایا:

جواب دنیا کی بڑی بڑی کمپنیاں بھی کئی قسم کے کاروبار کرتی ہیں۔ کچھ کاروبار انہوں نے ظاہر کیے ہوتے ہیں، جن میں کسی قسم کی شرعی یا قانونی خلاف ورزی نہیں ہوتی لیکن کچھ کاروبار انہوں نے سائیڈ بزنس کے طور پر اختیار کیے ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے Profile میں Highlight نہیں کرتیں۔ اور ایسے کاروباروں میں بعض اوقات دینی یا قانونی قواعد وضوابط کا پوری طرح خیال نہیں رکھا گیا ہوتا۔

پس اگر کسی کمپنی کے کاروبار کی تفصیلات واضح ہوں یا آسانی سے ان کے کاروبار کی تفصیلات معلوم ہوسکیں اور ان میں کوئی غیر اسلامی یا غیر قانونی شق موجود ہو تو پھر ایسی کمپنی کے ساتھ نفع نقصان میں شراکت کی شرط کے ساتھ بھی کاروبار نہیں کرنا چاہیے۔

ہاں یہ ٹھیک ہے کہ چونکہ آج کل اکثر مسائل زیر و زبر ہوگئے ہیں۔ لہٰذا کمپنی کے جو کاروبار نظر آرہے ہوں ان میں اگر کوئی غیر اسلامی یا غیر قانونی شق نہ ہو تو پھر نفع و نقصان میں شراکت کے ساتھ کاروبار میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر اس کمپنی نے اپنے کاروبار کا کچھ حصہ سائیڈ بزنس کے طور پر رکھا ہوا ہے جس کے بارے میں وہ اپنے شراکت داروں کو کچھ نہیں بتاتی تو پھر اس بارے میں بلاوجہ وہم میں پڑنے یا خواہ مخواہ کرید کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر پتہ چل جائے کہ غیر قانونی ہے تو پھر اس سے علیحدگی کر لینی چاہیے۔

سوال صدقات کی رقم کو مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کے بارے میں فقہی مسائل میں دیے جانے والے ایک جواب کی درستی کرواتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب بنام محترم ناظم صاحب دارالافتاء مورخہ یکم جولائی 2020ء میں ارشاد فرمایا:

جواب صدقات کی رقم کو مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کے بارے میں آپ کی طرف سے فقہی مسائل میں دیا جانے والا جواب مجھے کسی نے بھجوایا ہے، جس میں آپ نے سورت التوبہ کی آیات نمبر 60 سے استدلال کرتے ہوئے اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

صدقہ کا لفظ قرآن و حدیث میں اسلام کے ایک فرض رکن زکوٰۃ کیلئے بھی استعمال ہوا ہے اور زکوٰۃ کے علاوہ اللہ کی رضا کی خاطر غرباء و مساکین کی مدد اور اعانت کیلئے دیے جانے والے دیگر صدقات کیلئے بھی یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ کا سیاق و سباق اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اُس جگہ استعمال ہونے والا لفظ اسلامی رکن زکوٰۃ کیلئے آیا ہے یا دیگر صدقات کیلئے استعمال ہوا ہے۔ سورت التوبہ کی مذکورہ آیت میں بیان صدقات سے مراد اموال زکوٰۃ ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے استدلال کر کے زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے صدقات کی رقم کو مسجد فنڈ میں خرچ کرنے کا فتویٰ درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت نے زکوٰۃ اور دیگر صدقات میں فرق کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صدقہ کے گوشت کو صرف غرباء کا حق قرار دیا اور انہیں میں تقسیم کی ہدایت فرمائی۔ لیکن لنگر خانہ میں اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی حالانکہ لنگر خانہ میں عام طور پر مسافروں کے قیام و طعام کا انتظام ہوتا ہے اور آپ کے استدلال کے مطابق تو پھر فی سبیل اللہ اور ابن السبیل کے تحت ان کیلئے بھی اس قسم کے صدقہ کے گوشت کی اجازت ہونی چاہیے تھی۔

فی سبیل اللہ یا ابن السبیل سے اس قسم کا استدلال خاص حالات میں تو ہوسکتا ہے اور ایسی تشریح کرنا بھی خلیفۂ وقت کا حق ہے۔ اگر ہر شخص اس قسم کے استدلال کر کے جواز کی راہیں نکالنا شروع کر دے تو مسائل میں بگاڑ پیدا ہوجائے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جہاں بینکوں سے ملنے والے سود کو اشاعت اسلام کی مد میں خرچ کرنے کی اجازت دی ہے، اسے صرف اسلام کی غربت کی حالت میں اضطراری طور پر اور وقتی اجازت قرار دیا ہے۔ نیز صرف اشاعت اسلام کی مد میں لٹریچر وغیرہ کی اشاعت میں اسکے خرچ کی اجازت دی ہے، مساجد وغیرہ کی تعمیر کیلئے اجازت نہیں دی۔

پس ان امور کی روشنی میں پہلے خلفائے احمدیت کی طرح میرا بھی یہی موقف ہے کہ صدقات کی رقم مساجد فنڈ میں نہیں دی جاسکتی۔ لہٰذا اسی کے مطابق آپ کا بھی فتویٰ ہونا چاہیے۔

اسکے علاوہ آپ کے پاس اپنے موقف کے حق میں اگر کوئی اور دلائل ہیں تو علمی بحث کے طور پر بے شک مجھے اپنی رپورٹ بھجوادیں۔

سوال صدقات کی رقم مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے نیز جماعت کے خلاف بدزبانی کرنے والے کی وفات پر تعزیت کیلئے جانے کے بارے میں ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض راہنمائی عریضہ تحریر کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ یکم جولائی 2020ء میں ان امور کے بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب مساجد فنڈ کیلئے صدقہ کی رقم کے بارے میں آپ کا موقف بالکل درست ہے۔ صدقات کی رقم سے مساجد تعمیر نہیں کی جاتیں۔ مسجد بنانے کیلئے الگ سے ہدیہ دینا چاہئے۔ اسی لیے جماعت میں بھی جہاں ضرورت ہو مساجد کی تعمیر کیلئے الگ مساجد فنڈ کی تحریک کی جاتی ہے۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جو شخص جماعت کے خلاف بدزبانی کرنے والا تھا اس کی وفات پر تعزیت کیلئے جانے کی ضرورت کیا ہے؟ ہاں اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق تو نہیں ملی لیکن اس نے اپنی زندگی میں کبھی جماعت کی مخالفت نہیں کی تو ایسے شخص کی وفات پر اس کے عزیزوں سے تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال ایک خاتون نے محمد بن عبدالجبار النفری کی کتاب ''المواقف'' کی عبارت ''أُدْعُنِيْ فِيْ رُؤْيَتِيْ وَلَا تَسْأَلْنِيْ، وَ سَلْنِيْ فِيْ غَيْبَتِيْ وَلَا تَدْعُنِيْ'' (یعنی میرے دیکھنے کی حالت ہوتے ہوئے مجھ سے دعا کرو مگر مجھ سے مانگو نہیں اور میرے غائب ہونے کی حالت میں مجھ سے مانگو اور مجھ سے دعا نہ کرو) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش کر کے دریافت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اس سے مانگنے میں کیا فرق ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 2رجولائی 2020ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب تصوف کی مذکورہ بالا کتاب میں بیان یہ عبارت نہ تو قرآن کریم کا کوئی حکم ہے اور نہ ہی کسی حدیث پر مبنی اصول ہے۔ یہ اس کتاب کے مصنف کی بیان کردہ ایک عبارت ہے۔

قرآن کریم اور احادیث میں دعا کرنے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے میں کوئی فرق نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ اس میں اللہ تعالیٰ نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ تمہاری دعا کسی سوال پر مبنی نہیں ہونی چاہئے۔

پھر ایک حدیث قدسی میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں نچلے آسمان پر اترتا ہے اور اعلان کرتا ہے مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَّسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ ایک ہی موقع پر دعا کرنے اور سوال کرنے دونوں کا حکم فرما رہا ہے۔

پھر حدیث میں ہی حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ سجدے کی حالت میں انسان اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اس لیے اس موقع پر کثرت سے دعا کیا کرو۔ اس میں بھی حضور ﷺ نے ایسی کوئی ممانعت نہیں فرمائی کہ تمہاری یہ دعا کسی سوال پر مبنی نہیں ہونی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنے کلام میں ہمیں یہی نصیحت فرمائی ہے کہ ہمیں اپنی دینی و دنیوی تمام ضرورتیں اللہ تعالیٰ کے حضور ہی عرض کرنی چاہئیں۔ چنانچہ اپنے ایک شعر میں آپؑ فرماتے ہیں:

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

پھر مذکورہ بالا کتاب میں درج عبارت کے حوالے سے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کب سامنے نہیں ہوتا؟ وہ تو ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے۔

پس میرے نزدیک اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے اور اس سے سوال کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ علمی حد تک زیادہ سے زیادہ اس فقرہ کی یہ تشریح ہوسکتی ہے کہ چونکہ انسان کو جب کسی کے موجود ہونے کا ڈر ہو تو وہ برائی کرنے سے احتراز کرتا ہے۔ چنانچہ موجودہ دَور میں سی سی ٹی وی کیمروں کی مثال اسکی ایک بین دلیل ہے۔ اس لیے جب کبھی انسان کے دل میں یہ خیال آئے کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا اور شیطان اسے کسی برائی کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرے تو اسی وقت اسے اپنے ایمان کے بارے میں فکر مند ہوکر خدا تعالیٰ کے حضور اپنے ایمان کی سلامتی کیلئے اسی کے در کا سوالی بن کر اسکے سامنے جھک جانا چاہیے۔

سوال مکرم انچارج صاحب عربک ڈیسک یو.کے کے ایک استفسار بابت صلاۃ التسبیح کے متعلق راہنمائی کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 19رجولائی 2020ء میں درج ذیل ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب علمائے سلف میں صلاۃ التسبیح کے متعلق مروی احادیث پر دونوں قسم کی آراء موجود ہیں، کچھ نے ان احادیث کو قابل قبول قرار دیا ہے اور کچھ نے ان احادیث کی اسناد پر جرح کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔ اسی طرح ائمہ اربعہ میں بھی اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اس نماز کو مستحب کا درجہ بھی نہیں دیتے جبکہ دیگر فقہاء اسے مستحب قرار دیتے ہیں اور اس کی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔

صلاۃ التسبیح کی بابت مروی احادیث سے یہ بات تو قطعیت کے ساتھ ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے خود اس نماز کو کبھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی خلفائے راشدین سے اس نماز کے پڑھنے کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے مبعوث ہونے والے حضور ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی اس نماز کے پڑھنے کی کوئی روایت ہمیں نہیں ملتی۔

لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص یہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو پھر ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو

پیش نظر رکھنا چاہیے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بیان فرمایا ہے کہ ایک شخص ایک ایسے وقت میں نماز پڑھ رہا تھا جس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اسکی شکایت حضرت علیؓ کے پاس ہوئی تو آپ نے جواب دیا کہ میں اس آیت کا مصداق نہیں بننا چاہتا۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى یعنی تو نے دیکھا اسکو جو ایک نماز پڑھتے بندے کو منع کرتا ہے۔

باقی جہاں تک فقہ احمدیہ کی عبارت کا تعلق ہے تو فقہ احمدیہ میں کئی ایسی باتیں شامل ہوگئی ہیں جن کی تصحیح کی ضرورت ہے۔ اسی لیے فقہ احمدیہ کی نظر ثانی کروائی جارہی ہے۔ جب فقہ احمدیہ کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہوگا تو انشاء اللہ اس عبارت کو بھی ٹھیک کر دیا جائے گا۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ سورت النساء کی آیت 16 اور 17 کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو مختلف تفاسیر بیان فرمائی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 19/جولائی 2020ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب قرآن کریم کسی ایک زمانے یا ایک قوم کیلئے نازل نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک تمام دنیا کی راہنمائی کیلئے نازل فرمایا ہے اور ہر زمانے میں وہ اپنے برگزیدہ لوگوں کو اس زمانے کے حالات کے مطابق اس سے مسائل کے استنباط کا علم بھی عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (سورۃ الحجر:22) یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے (غیر محدود) خزانے ہیں۔ لیکن ہم اسے (ہر زمانہ میں اس کی ضرورت کے مطابق) ایک معین اندازہ کے مطابق نازل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیے گئے وعدے کے مطابق آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانے میں دین محمدی کی تجدید اور دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا اور اسی قرآنی بشارت کے مطابق آپ کو قرآنی علوم اور اسکے روحانی معارف سے وافر حصہ عطا فرمایا اور پھر آپ کے وسیلہ اور برکت سے آپؑ کے بعد جاری ہونے والی خلافت کی مسند پر متمکن ہونے والے ہر فرد کو علوم قرآنی سے نوازا۔ ان وجودوں نے اپنے اپنے دور میں، اُس زمانے کے حالات کے مطابق خدا تعالیٰ سے علم پا کر اپنی سمجھ کے مطابق قرآن کریم کے معارف دنیا کیلئے بیان فرمائے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے مختلف متن اور مختلف بطون ہونے کی جو بشارت دی ہے، اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی کا فیض پانے والے لوگ مختلف زمانوں میں اس سے ایسے مسائل اور علوم کا استنباط کرتے رہیں گے جسکے نتیجے میں یہ کتاب ہر زمانے میں تروتازہ رہے گی۔

آپ نے اپنے خط میں جن آیات کا ذکر کیا ہے، حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سب نے اپنے اپنے خداداد علم کے نتیجے میں ان آیات کی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ جس کے مطابق ان آیات سے معاشرے میں پائی جانے والی مختلف قسم کی برائیوں کا استنباط کر کے ان کی شناعت بیان کی اور اپنے متبعین کو ان برائیوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آیات سے ایسے ناپسندیدہ افعال اور بُرے اخلاق کی باتیں مراد لی ہیں، جن کا تعلق جھگڑا فساد جیسے قبیح امور سے ہے اور آج سے ستّر اسی سال قبل ایسے مرد و خواتین جو اپنے گرد و نواح میں بلا وجہ جھگڑا فساد کی فضا پیدا کرتے تھے، اخلاقاً بہت بُرے سمجھے جاتے تھے اور اُس زمانے میں مردوں کی مردوں اور عورتوں کی عورتوں کے ساتھ جنسی بے راہ روی معاشرے میں عام نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اُس زمانے میں ان آیات میں بیان ناپسندیدہ افعال کی وہی تشریح فرمائی جو اُس زمانے میں عام طور پر شناعت کے دائرہ میں داخل تھی۔

اور اب اس نئے زمانے میں مرد و خواتین کی اس قسم کی جنسی بے راہ روی جسے Gay Movement کہا جاتا ہے، معاشرے میں عام ہو رہی ہے، اس لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس زمانے کے حالات کے مطابق قرآن کریم کی ان آیات کی یہ تشریح فرمائی ہے اور ان آیات میں بیان بُرائی سے موجودہ زمانے میں پھیلنے والی جنسی بے راہ روی مراد لی ہے۔

قرآن فہمی کے معاملے میں اس قسم کے اختلاف میں کوئی حرج نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں پائے جانے والے اس قسم کے علمی اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں قرآن کریم سے مختلف قسم کے استدلال کی نئی نئی راہیں کھلتی ہیں۔

سوال ایک عرب خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ نکاح کے فوراً بعد قبل اس کے کہ خاوند بیوی کو چھوئے، رشتہ ختم ہوجانے کی صورت میں اس عورت پر کوئی عدت ہے؟ نیز ایسی صورت میں یہ عورت اپنے اس پہلے خاوند سے شادی کر سکتی ہے جس سے اسے طلاق بتہ ہو چکی ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 20/جولائی 2020ء میں اس مسئلے کے بارے میں درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب نکاح کے بعد اور میاں بیوی میں تعلقات قائم ہونے سے قبل ہونے والی طلاق میں عورت پر کوئی عدت نہیں جیسا کہ قرآن کریم اس بارہ میں واضح طور پر فرماتا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (سورۃ الاحزاب: 50) یعنی اے مومنو! جب تم مومن عورتوں سے شادی کرو، پھر ان کو ان کے چھونے سے پہلے طلاق دے دو تو تم کو کوئی حق نہیں کہ ان سے عدت کا مطالبہ کرو، پس (چاہیے کہ) ان کو کچھ دنیوی نفع پہنچا دو اور ان کو عمدگی کے ساتھ رخصت کر دو۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسی صورت میں یہ عورت اپنے پہلے خاوند سے جس سے اسے طلاق بتہ ہو چکی ہے رجوع نہیں کر سکتی، کیونکہ طلاق بتہ کی صورت میں دوسرے خاوند کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم ہونا ضروری ہیں۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک عورت جسے اپنے خاوند سے طلاق بتہ ہو چکی تھی اس نے کسی دوسرے شخص سے شادی کی اور شادی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس دوسرے خاوند کے تعلقات زوجیت قائم نہ کر سکنے کی شکایت کی۔ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو فرمایا کہ شاید تم اپنے پہلے خاوند کے پاس لوٹنا چاہتی ہو لیکن ایسا نہیں ہوسکتا جب تک کہ یہ دوسرا خاوند تمہارے ساتھ تعلقات زوجیت قائم نہ کر لے۔

(صحیح بخاری کتاب الطلاق بَاب مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ)

ایسی صورت میں یہ بات مدنظر رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ طلاق بتہ کے بعد دوسرے شخص سے اس غرض سے شادی کرنا کہ اس سے طلاق لے کر پہلے خاوند کے ساتھ رجوع کیا جا سکے، یا وہ مرد اس عورت سے اس غرض سے شادی کرے کہ شادی کے بعد وہ اسے طلاق دے دے گا تاکہ وہ عورت اپنے پہلے خاوند کی طرف لوٹ سکے، تو اس قسم کی منصوبہ بندی کو شریعت نے نہایت ناپسند فرمایا ہے اور اس قسم کی شادی کرنے اور کروانے والے مرد و عورت پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔

(سنن ترمذی کتاب النکاح بَاب الْمُحِلِّ وَالْمُحَلَّلِ لَهُ)

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 25/دسمبر 2021)

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم جنوری 2022ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 14 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

(1) عزیزہ صباحت نازحنا (واقفہ نو) بنت مکرم ممتاز احمد صاحب (معلم سلسلہ، سیالکوٹ، پاکستان) ہمراہ عزیزم انس احمد (مربی سلسلہ، وکالت تعلیم ربوہ) ابن مکرم انصر باجوہ صاحب (چونڈہ ضلع سیالکوٹ)

(2) عزیزہ (حافظہ) عدیلہ منور (واقفہ نو) بنت مکرم منور نصیر احمد صاحب (ربوہ) ہمراہ عزیزم سید افروز احمد (متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ) ابن مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ)

(3) عزیزہ ثنا نثار بنت مکرم نثار احمد صاحب (میر پور خاص، پاکستان) ہمراہ عزیزم نعمان طاہر (معلم سلسلہ، خوشاب، پاکستان) ابن مکرم طاہر سلیمان صاحب (معلم سلسلہ، نگر پارکر، پاکستان)

(4) عزیزہ فضہ حلیم بنت مکرم عبد الحلیم صاحب (کراچی، پاکستان) ہمراہ عزیزم محمد اسد (مربی سلسلہ، شیخوپورہ، پاکستان) ابن مکرم محمد امین صاحب مرحوم۔

(5) عزیزہ خولہ پرویز بنت مکرم پرویز اختر صاحب (ناصر آباد، عمرکوٹ، پاکستان) ہمراہ عزیزم جواد احمد (مربی سلسلہ، لودھراں، پاکستان) ابن مکرم محمد اشرف صاحب۔

(6) عزیزہ ندرت مقصود بنت مکرم مقصود احمد بھنڈر صاحب (سرگودھا، پاکستان) ہمراہ عزیزم بلاول احمد (مربی سلسلہ، ریسرچ سیل ربوہ) ابن مکرم نصر اللہ خاں صاحب

(7) عزیزہ ثمرہ اشفاق بنت مکرم اشفاق احمد بابر صاحب (ضلع ننکانہ صاحب، پاکستان) ہمراہ عزیزم مدبر احمد مدثر (مربی سلسلہ، نظارت وقف عارضی ربوہ) ابن مکرم مسعود احمد مقصود صاحب (کارکن دفتر پرائیوٹ سیکرٹری ربوہ)

(8) عزیزہ حُمدیٰ مبشر احمد (واقفہ نو) بنت مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم دانیال تصور احمد (متعلم جامعہ احمدیہ یو.کے) ابن مکرم مبشر احمد صاحب

(9) عزیزہ ھبہ احمد بنت مکرم مسعود احمد گل صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم فائز احمد (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم ناصر احمد صاحب (جرمنی)

(10) عزیزہ اریج شفیق بنت مکرم شفیق احمد صاحب (ربوہ) ہمراہ عزیزم طارق احمد (معلم سلسلہ، تھرپارکر، پاکستان) ابن مکرم نثار احمد صاحب (میر پور خاص، پاکستان)

(11) عزیزہ صوفیہ خلت (واقفہ نو) بنت مکرم ناصر احمد صاحب (ملائیشیا) ہمراہ عزیزم غدیر احمد (واقف نو) ابن مکرم دبیر احمد صاحب (حیدر آباد، پاکستان)

(12) عزیزہ گوہر شہلا ناصر بنت مکرم نصیر احمد ناصر صاحب (امریکہ) ہمراہ عزیزم ظافر احمد (واقف نو، امریکہ) ابن مکرم (ڈاکٹر) ملک مدثر احمد صاحب (واقف زندگی، نائیجیریا)

(13) عزیزہ ڈاکٹر شائستہ طلعت گینائی (واقفہ نو) بنت مکرم احسان اللہ گینائی صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم مدثر احمد ابن مکرم ڈاکٹر شاہ محمد جاوید صاحب (لندن، یو.کے)

(14) عزیزہ نزہت طاہر (واقفہ نو) بنت مکرم شکیل احمد طاہر صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم رضوان مقبول ابن مکرم مبشر احمد مقبول صاحب (جرمنی) ☆☆

بقیہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم از صفحہ 7

اِتّباع میں بالکل محو کر رکھا تھا اور وہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتا تھا اسے خوبصورت بنا دیتا تھا اور وہ ان سب لوگوں میں سے پہلا تھا جو رسول پر ایمان لائے۔

حضرت ابوبکرؓ اپنی شرافت اور قابلیت کی وجہ سے قریش میں بہت مکرّم و معزز تھے اور اسلام میں تو ان کو وہ رتبہ حاصل ہوا جو کسی اور صحابی کو حاصل نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک لمحہ کیلئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ میں شک نہیں کیا بلکہ سُنتے ہی قبول کیا اور پھر انہوں نے اپنی ساری توجہ اور اپنی جان اور مال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی خدمت میں وقف کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں ابوبکرؓ کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اور آپؐ کی وفات کے بعد وہ آپؐ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی انہوں نے بے نظیر قابلیت کا ثبوت دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یورپ کا مشہور مستشرق سپرنگر لکھتا ہے کہ:

''ابوبکرؓ کا آغازِ اسلام میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہرگز نہیں تھے۔ بلکہ صدقِ دل سے اپنے آپ کو خدا کا رسُول یقین کرتے تھے۔''

اور سر ولیم میور کو بھی سپرنگر کی اس رائے سے کلی اتفاق ہے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ، صفحہ 117 تا 122، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیھم السلام کو شناخت کرسکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

قیام امن کیلئے انصاف بنیادی شرط ہے، انصاف کے بغیر قیام امن ناممکن ہے

قرآن کریم اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہیں ہر سطح پر انصاف کو قائم کرنا ہوگا تب ہی تم معاشرے میں امن دیکھ سکتے ہو

احمدیہ مسلم جماعت فلسطینیوں کے حقوق کیلئے آواز اٹھاتی ہے اور ہر طرح کی ناانصافی کے خلاف بھی

مَیں نے گزشتہ عید کے خطبہ میں فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور تشدد کی سخت مذمت کی تھی

دنیا میں تقریباً 54 مسلم ممالک ہیں، اگر وہ متحد ہوکر ایک رائے پر قائم ہوجائیں تو فلسطینیوں کو اُن کے حقوق ملنے کا امکان ہے

ہر مسلمان لیڈر کو چاہئے کہ مسلم امت کے مفادات کو اپنے ذاتی، ملکی اور سیاسی مفادات پر ترجیح دیں

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق تمام مسائل کا حل مسیح موعود کو ماننے اور اسکی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے

ساری انسانیت کی توجہ کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف مبذول کروانا ہمارا مشن ہے، ہمیں امید ہے کہ ایک دن ہم اسے حاصل کر لینگے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گیمبیا کے صحافیوں کے ساتھ آن لائن پریس کانفرنس

22 مئی 2021ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پہلی مرتبہ گیمبیا کے 15 صحافیوں کی پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کانفرنس کی صدارت اپنے دفتر اسلام آباد (Tilford) سے فرمائی جبکہ میڈیا ممبران نے آن لائن، ایم ٹی اے سٹوڈیو گیمبیا (بانجل) سے شرکت کی۔

55 منٹ پر مشتمل اس میٹنگ میں صحافیوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا جن میں مشرقِ وسطیٰ میں برپا حالیہ مظالم اور تشدد کے واقعات، مسلمان ممالک میں اتحاد کی کمی اور عالمی امن کے قیام کے متعلق سوالات شامل تھے۔

حضور انور کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace کے حوالے سے ایک صحافی نے حضور انور کے معاشرے میں عدل و انصاف کے قیام پر مستقل زور دینے کے بارے میں پوچھا۔ جس پر حضور انور نے فرمایا کہ قیام امن کے لیے انصاف بنیادی شرط ہے اور یہ کہ معاشرہ حقیقی طور پر اسی وقت خوشحال ہوسکتا ہے جب اپنے گھر کے معاملات سے لے کر بین الاقوامی روابط تک حقیقی اور شفاف انصاف معاشرے کے ہر طبقے کو میسر آئے۔

عالمی امور پر بات کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: ’’جہاں تک عالمگیر معاملات کا تعلق ہے جب تک انصاف نہ ہوگا، امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ کے دوہرے معیار ہوں گے جیسا کہ ہم آج کی دنیا میں دیکھتے ہیں، جن کا مظاہرہ بڑی طاقتوں سے ہوتا ہے تو پھر وہ دنیا میں امن کو قائم نہیں کر سکتے۔ لیگ آف نیشنز کے قیام کے بعد بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ لیگ آف نیشنز کا قیام اس غرض سے کیا گیا تھا کہ ہر ملک کو مساوی حقوق اور انصاف مل سکے مگر وہ ناکام ہوگئی اور اس کا خمیازہ دوسری جنگ عظیم کی صورت میں بھگتنا پڑا۔‘‘

آج کے دور میں اقوام متحدہ کی کارکردگی کا موازنہ لیگ آف نیشنز کی ناکامی سے کرتے ہوئے حضورِ انور نے فرمایا: ’’یہی حالات آج اقوام متحدہ کے بھی ہیں۔ وہ انصاف سے کام نہیں لے رہے۔ غریب اور امیر کے لیے ان کے دوہرے معیار ہیں یعنی مغربی ممالک اور افریقی اور ایشیائی ممالک کے لیے، اور یہی وجہ ہے کہ ہم آج دنیا میں بدامنی دیکھ رہے ہیں۔ پس انصاف کے بغیر قیام امن ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہیں مقامی سطح پر بھی، گھروں میں بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی انصاف کو قائم کرنا ہوگا۔ تب ہی معاشرے میں امن دیکھ سکتے ہو۔‘‘

ایک صحافی نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث بیان کی کہ اگر تم کوئی برائی دیکھو تو اس کو اپنے ہاتھ سے درست کردو اور اگر ایسا نہ کرسکو تو اس بارہ میں نصیحت کرو اور اگر کوئی ایسا کرنے کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اس بات کو دل میں برا جانے۔ پھر اس صحافی نے احمدیہ مسلم جماعت کے اہلِ فلسطین کی تکلیف دور کرنے کے بارے میں سوال پوچھا کہ ان حالات میں وہ کیا کرسکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اپنے وسائل میں رہتے ہوئے، احمدیہ مسلم جماعت فلسطینیوں کے حقوق کے لیے آواز اٹھاتی ہے اور ہر طرح کی ناانصافی کے خلاف بھی۔

حضور انور نے فرمایا ’’ہمارے پاس کوئی دنیاوی طاقت نہیں ہے۔ ہم کسی بھی ملک کی حکومت نہیں چلا رہے تو جہاں تک طاقت کا سوال ہے ہم اس کا استعمال نہیں کرسکتے۔ جہاں تک اس (ظلم کے خلاف) برا منانے یا اس کو الفاظ سے روکنے کا تعلق ہے تو ہم ہمیشہ سے ایسا کرتے چلے آرہے ہیں۔ میرے گزشتہ عید کے خطبہ میں مَیں نے فلسطینیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور تشدد کی سخت مذمت کی تھی۔ (فریقین میں) طاقت کا کوئی موازنہ ہی نہیں ہے۔ اسرائیل دنیا کی چوتھی بڑی طاقت ہے اور فلسطینی محض ایک چھوٹی اور بے سروسامان قوم ہیں اور وہ برابری کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ وہ محض اس ظلم میں پِس رہے ہیں۔‘‘

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے مسلم اکثریتی ممالک کے مابین اتحاد کی ضرورت پر زور دیا تا کہ فلسطینیوں کے حقوق کے لیے کوشش کی جاسکے۔ حضور انور نے فرمایا: ’’دنیا میں تقریباً 54 مسلم ممالک ہیں۔ اگر وہ متحد ہوکر ایک رائے پر قائم ہوجائیں اور سب باہم مل کر دنیا میں قیام امن کے لیے کوشاں ہوجائیں تو پھر آپ کہہ سکتے ہیں کہ (فلسطینیوں کے حقوق) ملنے کا امکان ہے۔ مگر قابل افسوس بات یہ ہے کہ امتِ مسلمہ متحد نہیں ہے۔ ہر مسلمان لیڈر کے اپنے ذاتی مفاد ہیں۔ ہمارے مخالف بھی اس حقیقت سے آشنا ہیں وہ جو اسلام کے خلاف ہیں، کہ مسلمان متحد نہیں ہیں اس لیے وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اس لیے اس معاملہ کا عملی حل یہ ہے کہ مسلم دنیا کو ایک ہونا پڑے گا۔‘‘

اس سوال کے جواب میں کہ مسلم ممالک کس طرح متحد ہوسکتے ہیں حضور انور نے فرمایا: ’’ہر مسلمان لیڈر کو چاہیے کہ مسلم امت کے مفادات کو اپنے ذاتی، ملکی اور سیاسی مفادات پر ترجیح دیں۔‘‘

بعدازاں حضور انور نے فرمایا کہ مسلم دنیا کی باہمی تقسیم اور اختلافات آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہیں جو ایسے وقت کے متعلق تھیں جب مسیح موعود کا آنا مقدر تھا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس کا حل مسیح موعود کو ماننے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا ’’اس لیے امت مسلمہ کو متحد ہونا چاہیے اور جو حل ہمیں اللہ تعالیٰ نے اور آنحضرت ﷺ نے بتایا ہے وہ یہ ہے کہ جب اس دور کا مجدد آئے تو اس کو مانیں۔ میرے خیال میں یہی ایک واحد حل ہے۔‘‘

ایک دوسرے صحافی کے استفسار پر کہ انسانیت کی موجودہ نسل کیلئے حقیقی امن کے حصول میں اس قدر مشکلات کا سامنا کیوں ہے جبکہ ہم ایسے دور میں رہ رہے ہیں جو تکنیکی لحاظ سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ زمانہ ہے۔ اسکے جواب میں حضور انور نے فرمایا ’’اس مادہ پرستی کے دَور میں، اگرچہ ہم تکنیکی بنیادوں پر ترقی یافتہ ہیں مگر ہماری حرص بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ پوری دنیا اب ایک گلوبل ویلج بن چکی ہے اور ہم دیکھ سکتے ہیں کہ فلاں اور فلاں ملک میں بہتر سہولیات ہیں، وہ زیادہ ترقی یافتہ ہیں، وہ امیر ہیں اور ہم غریب ہیں۔ اور یہی چیز لوگوں میں بے چینی پیدا کر رہی ہے۔ یوں اس تکنیکی ترقی نے زیادہ بے چینی پیدا کردی ہے اور لوگ ایک دوسرے کے اثاثے اور پراپرٹی ہتھیانا چاہتے ہیں۔‘‘

بڑی طاقتوں کے غریب ملکوں کے وسائل پر قبضہ کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا ’’بڑی طاقتوں والے ممالک افریقن ممالک سے کروڑوں ڈالرز اکٹھے کرتے ہیں، اس نام پر کہ وہ وہاں امن کا قیام کر رہے ہیں یا ان ممالک کی ترقی میں مدد کر رہے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ رقم (واپس) ان پر خرچ نہیں ہو رہی۔ اگر یہ رقم واقعۃً افریقن ممالک میں خرچ ہو رہی ہوتی یا دنیا کے غریب ممالک میں خواہ ایشیا میں یا افریقہ میں یا کہیں اور تو غربت کی سطح اس درجہ تک نہ پہنچتی جہاں آج موجود ہے۔ اس لیے ہم کہتے تو ہیں کہ تکنیکی ترقی کا دور ہے، جہاں اس ترقی نے ہمیں باہم اکٹھا کردیا ہے وہاں دشمنیاں بھی پیدا کردی ہیں۔‘‘

ایک اَور سوال کے جواب میں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے قیام امن میں کردار ادا کرنا تھا، حضور انور نے فرمایا ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ دعویٰ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری امت کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے اور جملہ انسانیت کی توجہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف مبذول کروانے کے لیے بھیجا ہے۔ اس لیے یہ امام مہدی اور مسیح موعود کا مشن ہے اور اپنی زندگی میں آپ نے کما حقہ اپنے فرائض کی ادائیگی کی اور اپنے پیغام کو جس حد تک ممکن تھا زیادہ سے زیادہ پھیلایا۔ اور اب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیغام ہم پھیلا رہے ہیں اور لوگوں کی اس پیغام کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ جو اس کو سمجھ جاتے ہیں وہ ہمارے ساتھ شامل ہوتے جارہے ہیں۔‘‘

حضور انور نے مزید تفصیل یوں بیان فرمائی کہ ’’آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ دو یا تین سالوں میں یا تھوڑے عرصہ میں کوئی اپنا ٹارگٹ حاصل کرلے۔ تاہم یہ ہمارا مشن ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ایک دن ہم اسے حاصل کرلیں گے اور دنیا کی توجہ اپنے خالق کے حقوق اور باہمی حقوق کی ادائیگی کی طرف ہوجائے گی اور جب ان کی توجہ ہوگئی تو پھر وہ وقت ہوگا جب آپ دنیا کو امن اور سلامتی سے رہتا ہوا دیکھیں گے۔‘‘

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15 / جون 2021)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے مسابقت کی روح ہونی چاہئے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

اس کا کوئی اسلام نہیں جس نے نماز ترک کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور آپؐ کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15 ر اکتوبر 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فجر کی نماز میں جب حملہ ہوا تو صحابہ نے فوری طور پر کیا کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کو فوری گھر لے جایا گیا اور نماز بعد میں ادا کی گئی۔ آپؓ پر بے ہوشی طاری رہی یہاں تک کہ صبح کی روشنی نمایاں ہوگئی۔ جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا جی ہاں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا: اس کا کوئی اسلام نہیں جس نے نماز ترک کی، پھر آپؓ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہونے کے بعد نماز کس نے پڑھائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز پڑھائی۔ آپؓ نے قرآن کریم کی سب سے چھوٹی دو سورتیں وَالْعَصْرِ اور إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ پڑھیں

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کس نے حملہ کیا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَبُولُؤْلُؤَہ نے آپ کو خنجر مارا ہے جو مُغیرہ بن شُعبہ کا غلام ہے۔ اس نے اَور لوگوں کو بھی زخمی کیا ہے لیکن جب وہ پکڑا گیا تو اسی خنجر سے اس نے خود کشی کر لی۔

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اَبُولُؤْلُؤَہ کا ذاتی حملہ تھا یا کوئی سازش تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عام طور پر مؤرخین اور سیرت نگار شہادت کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد خاموش ہو جاتے ہیں اور یہ تاثر ملتا ہے کہ اَبُولُؤْلُؤَہ فیروز نے ایک وقتی جوش اور غصہ میں انہیں قتل کر دیا تھا۔ لیکن حال کے بعض مؤرخین، سیرت نگار اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ محض ایک فردِ واحد کے غصہ کی وجہ سے انتقامی کارروائی نہیں ہوسکتی بلکہ ایک سازش تھی اور باقاعدہ ایک پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے تحت حضرت عمرؓ کو قتل کیا گیا تھا۔

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض سیاسی حکمت کے پیش نظر کسی بالغ قیدی کو مدینہ آنے کی اجازت نہ دیتے تھے پھر اَبُولُؤْلُؤَہ کس طرح مدینہ میں رہ رہا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کسی بالغ قیدی کو مدینہ میں آنے کی اجازت نہیں دیا کرتے تھے۔ مُغیرہ بن شعبہؓ والیٔ کوفہ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں اَبُولُؤْلُؤَہ کے متعلق ایک خط لکھا کہ ان کے پاس ایک غلام ہے جو بہت ہنرمند ہے۔ وہ لوہار ہے، نقش ونگار کا ماہر ہے، بڑھئی ہے لہٰذا اسے مدینہ آنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے اسے مدینہ بھیجنے کی اجازت دے دی۔

سوال اَبُولُؤْلُؤَہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مابین کیا گفتگو ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مغیرہؓ نے اَبُولُؤْلُؤَہ پر ماہانہ سو درہم ٹیکس مقرر کیا۔ وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خراج زیادہ ہونے کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: تم کون سے کام اچھی طرح کر لیتے ہو؟ اس نے آپؓ کو وہ کام بتائے جس میں اسے اچھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تمہارے کام کی مہارت کے حوالے سے تو تمہارا خراج کوئی زیادہ نہیں ہے۔ وہ آپؓ سے ناراضگی کی حالت میں واپس چلا گیا۔

سوال اَبُولُؤْلُؤَہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کن الفاظ میں دھمکی دی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک دن اَبُولُؤْلُؤَہ آپؓ کے پاس سے گزرا تو آپؓ نے اسے بلا کر کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم ہوا سے چلنے والی چکی بہت اچھی بنا سکتے ہو۔ وہ غلام غصے اور ناپسندیدگی کے عالم میں حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں آپؓ کیلئے ایک ایسی چکی بناؤں گا کہ لوگ اس کا چرچا کرتے رہیں گے۔ جب وہ غلام مڑا تو آپؓ اپنے ساتھ والے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اس غلام نے مجھے ابھی ابھی دھمکی دی ہے۔

سوال اَبُولُؤْلُؤَہ کو صرف خراج زیادہ ہونے کا غصہ تھا یا کوئی اور وجہ بھی تھی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَبُولُؤْلُؤَہ کو حضرت عمرؓ سے ایک لحاظ سے کینہ اور بغض بھی تھا کیونکہ عربوں نے اسکے علاقے کو فتح کر لیا تھا اور اسے قیدی بنا لیا تھا اور اسکے بادشاہ کو ذلیل و خوار ہونے کی حالت میں جلاوطن ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ جب بھی کسی چھوٹے قیدی بچے کو دیکھتا تو ان کے پاس آ کر ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور رو کر کہتا کہ عربوں نے میرا جگر گوشہ کھا لیا۔

سوال اَبُولُؤْلُؤَہ نے حضرت عمرؓ کو کس طرح شہید کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس نے دو دھاری خنجر بنایا، اسے تیز کیا، پھر اسے زہر آلود کیا، پھر اسے لے کر ہُرمُزان کے پاس آیا اور کہا تمہارا اس خنجر کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اس نے کہا میرا تو خیال ہے کہ تُو اسکے ذریعہ جس پر بھی وار کریگا اسے قتل کر دے گا۔ ہُرمُزان فارسیوں کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ مسلمانوں نے اسے تُستُر کے مقام پر قید کر لیا تھا اور اسے مدینہ بھیج دیا تھا۔ اس نے حضرت عمرؓ کی سادگی اور انکساری کو دیکھ کر کہا کہ انہیں تو نبی ہونا چاہیے۔ پھر وہ مسلمان ہوگیا اور حضرت عمرؓ نے اس کیلئے دو ہزار مقرر کر دیے اور اسے مدینہ میں قیام کرایا۔

سوال ہرمزان کو کس نے قتل کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہرمزان کو حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت عُبید اللہ نے قتل کر دیا۔ حضرت عُبید اللہ کو کسی نے بتایا کہ اس نے گزشتہ روز اَبُولُؤْلُؤَہ ہُرمُزان اور جُفینہ کو آپس میں سرگوشی کرتے دیکھا اور قتل والی چھری ان کے پاس تھی۔ حضرت عُبید اللہ کو لگا کہ ہُرمزان اور جفینہ قتل کی سازش میں شامل ہیں اور اُنہوں نے ہُرمُزان اور جفینہ دونوں کو قتل کر دیا۔

سوال حضرت عبید اللہؓ کے اس فعل پر حضور نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبید اللہؓ نے جو کیا قانونی طور پر اسکی کوئی اجازت نہیں تھی۔ کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ خود انتقام لینے کیلئے کھڑا ہو جائے یا اپنا حق خود وصول کرے جبکہ معاملات کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء رضوان اللہ علیہم کیلئے مخصوص تھا۔ اس لیے حضرت عُبید اللہؓ کا فرض تھا کہ اسکا فیصلہ امیر المومنین سے چاہتے۔

سوال خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق حضرت عمر نے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے والد پر حملہ ہوا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ لوگوں نے کہا کہ آپؓ خلیفہ مقرر کر دیجیے۔ آپؓ نے کہا: اگر میں کسی کو جانشین بناؤں تو انہوں نے بھی جانشین بنایا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ اور اگر میں تمہیں بغیر جانشین مقرر کرنے کے چھوڑ جاؤں تو وہ تمہیں بغیر جانشین مقرر کرنے کے چھوڑ گئے تھے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا تو میں جان گیا کہ آپؓ جانشین مقرر نہیں کرینگے۔

سوال حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کے قتل پر کیا تبصرہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: دنیا میں دو ہی چیزیں راستی سے پھیرنے کا موجب ہوتی ہیں یا تو انتہائی بغض یا پھر انتہائی محبت۔ انتہائی بغض بسا اوقات معمولی واقعہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے وقت دیکھو کتنے معمولی واقعہ سے بغض بڑھا جس نے عالم اسلامی کو کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ وہ عمرؓ جو کروڑوں انسانوں کا بادشاہ تھا، جو بہت وسیع مملکت کا حکمران تھا، جو مسلمانوں کا بہترین رہنما تھا ساڑھے تین آنے پر مار دیا گیا مگر بات یہ ہے کہ جن کی طبیعت میں بغض اور کینہ ہوتا ہے وہ ساڑھے تین آنے یا دو آنے نہیں دیکھتے وہ اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں۔ ان کی طبیعت بغض کیلئے وقف ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں وہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے لئے اور دوسروں کیلئے کیا نتیجہ ہوگا۔ حضرت عمرؓ کے قاتل سے جب دریافت کیا گیا کہ تُو نے یہ سفاکانہ فعل کیوں کیا تو اس نے کہا انہوں نے میرے خلاف فیصلہ کیا تھا مَیں نے اس کا بدلہ لیا ہے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے کس بنا پر فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے قتل کا اثر آج تک ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: چونکہ حضرت عمرؓ کے قویٰ مضبوط تھے گو ان کی عمر تریسٹھ سال کی ہو چکی تھی لیکن صحابہ کے ذہن میں یہ نہ تھا کہ حضرت عمرؓ ان سے جلدی جدا ہو جائیں گے اس وجہ سے وہ آئندہ انتظام کے متعلق بالکل بے خبر تھے کہ یکدم حضرت عمرؓ کی وفات کی مصیبت آپڑی۔ اس وقت جماعت کسی دوسرے امام کو قبول کرنے کیلئے تیار نہ تھی۔ اس عدم تیاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو وہ لگاؤ نہ پیدا ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ اس وجہ سے اسلام کی حالت بہت نازک ہوگئی اور حضرت علیؓ کے وقت اَور زیادہ نازک ہوگئی۔

......☆......☆......☆......

ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اسکے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اسکی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے اور برکت اسکے احکام پر عمل کرنے میں ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 24 ر ستمبر 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے ابتدا میں کس آیت کی تلاوت کی؟

جواب حضور انور نے سورۃ البقرہ آیت نمبر 3 کی تلاوت کی: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

سوال حضور نے شریعت محمدیہ کی کیا فضیلت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنی شریعت بھی کامل کی اور آخری شرعی کتاب قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی جس میں گزشتہ انبیاء کے تمام واقعات بھی آگئے اور تمام شرعی احکام بھی اس میں آگئے اور آئندہ کی پیش خبریاں بھی اس میں آگئیں۔ اور تمام علوم موجودہ بھی اور آئندہ بھی، انکا بھی اس میں احاطہ ہوگیا گویا کہ علم و عرفان کا ایک چشمہ جاری ہوگیا۔

سوال حضور نے شریعت محمدیہ کی کیا فضیلت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مومن انسان، تقویٰ کے راستوں پر چلنے کا خواہشمند انسان قرآن کریم کو پڑھے گا، سمجھے گا اور غور کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ اس ذریعے سے ہدایت کے راستے بھی پاتا چلا جائے گا اور تقویٰ پر بھی قائم ہوتا چلا جائے گا، تقویٰ میں ترقی کرتا چلا جائے گا اور قرآن کریم کی ہدایت تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب کرے گی۔

سوال کیا قرآن کی تعلیم اور اس پر عمل ایک مشکل کام ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم نے ہمیں اس بات کی بھی تسلی دے دی کہ یہ کوئی مشکل کتاب نہیں ہے، بڑی آسان کتاب ہے اور اسکی یہی خوبی ہے کہ یہ ہر طبقے اور مختلف استعدادوں کے لوگوں کیلئے راستہ دکھانے کا باعث بنتی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے، ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ نیک نیت ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ یعنی یقیناً ہم نے قرآن کو نصیحت کی خاطر آسان بنا دیا ہے، پس کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

سوال اسکی مزید وضاحت حضور نے کن الفاظ میں فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم نے انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے آسان حکم دیئے ہیں جن پر ہر ایک عمل کر سکتا ہے۔ عبادتوں کے متعلق احکام ہیں تو ہر ایک کی اپنی استعداد کے مطابق ہے۔ عورتوں کے متعلق احکام ہیں تو وہ ان کی طاقت کے مطابق ہیں۔ گھریلو تعلقات چلانے کیلئے حکم ہے تو وہ عین انسان کی فطرت کے مطابق ہے۔ معاشرے میں تعلقات اور لین دین کے بارے میں حکم ہے تو وہ ایسا کہ ایک عام آدمی جس کو نیکی کا خیال ہے وہ بغیر اپنا یا دوسرے کا نقصان کئے اس پر عمل کر سکتا ہے۔

سوال قرآن کریم کے وہ معارف جن تک عام انسان نہیں پہنچ سکتا اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے کیا انتظام فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر قرآن کریم کے چھپے ہوئے خزانوں کو عام کر دیا تا کہ ہر کس و ناکس ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ فرمایا: یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق ہے کہ اگر تمہیں نصیحت حاصل کرنے کا شوق ہے تو ہم نے قرآن کریم کو آسان بنایا ہے۔

سوال ایسے میں ایک احمدی کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک احمدی کو خاص طور پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے قرآن کریم پڑھنا ہے، سمجھنا ہے، غور کرنا ہے اور جہاں سمجھ نہ آئے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحتوں سے یا پھر انہیں اصولوں پر چلتے ہوئے اور مزید وضاحت کرتے ہوئے خلفاء نے جو وضاحتیں کی ہیں ان کو ان کے مطابق سمجھنا چاہئے اور پھر اس پر عمل کرنا ہے۔ ہر احمدی کو اس بات کی فکر کرنی چاہئے کہ وہ خود بھی اور اسکے بیوی بچے بھی قرآن کریم پڑھنے اور اسکی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دیں۔ پھر ترجمہ پڑھیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر پڑھیں۔ ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں جو کچھ ملنا ہے قرآن کریم کی برکت سے ہی ملنا ہے اور برکت اسکے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

سوال قرآن کریم کے زندہ کتاب ہونے کے ثبوت میں اللہ تعالیٰ نے کیا انتظام فرمایا؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کیلئے بھیجا گیا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اپنی حمایت اور تائید کیلئے بھیجتا رہا ہے کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ یعنی بے شک ہم نے اس ذکر (یعنی قرآن شریف) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

سوال آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم پڑھنے اور نہ پڑھنے والے مختلف لوگوں کی مثال کن الفاظ میں دی؟

جواب آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اسکی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اسکا مزہ تو عمدہ ہے مگر اسکی خوشبو کوئی نہیں اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

سوال اس حدیث سے حضور انور نے کیا استنباط فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس حدیث سے یہ ضاحت یہ ہوتی ہے کہ نہ صرف تلاوت ضروری ہے بلکہ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

سوال جو قرآن کریم پڑھتے ہیں اور اسکے احکامات پر عمل کرتے ہیں وہ کیسے ہوتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایسے لوگ تقویٰ میں ترقی کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان کے گھر کے ماحول بھی جنت نظیر ہوتے ہیں۔ ان کے باہر کے ماحول بھی پرسکون ہوتے ہیں۔ وہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ماں باپ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ صلہ رحمی کے بھی اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ ہمسایوں کے بھی حقوق ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دنیاوی کاموں کے بھی حق ادا کر رہے ہوتے ہیں اور وہ جماعتی خدمات کو بھی ایک انعام سمجھ کر اسکی ادائیگی میں اپنے اوقات صرف کر رہے ہوتے ہیں اور سب سے بڑھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، رحمان کے بندے ہوتے ہیں۔

سوال اہل اللہ کون لوگ ہوتے ہیں؟

جواب ایک روایت میں آتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے کچھ لوگ اہل اللہ ہوتے ہیں۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! خدا کے اہل کون ہوتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن والے اہل اللہ اور اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔

سوال ایک احمدی کو دینی و دنیاوی کامیابی کیلئے کونسا نسخہ آزمانا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔'' حضور انور نے فرمایا: پس ہر احمدی کو اپنی کامیابیوں کو حاصل کرنے کیلئے یہ نسخہ آزمانا چاہئے۔

سوال مسلمانوں کی کامیابی کس امر میں مخفی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کو چاہئے تھا اور اب بھی ان کیلئے یہی ضروری ہے کہ وہ اس چشمہ کو عظیم الشان نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں۔ اسکی قدر یہی ہے کہ اس پر عمل کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح ان کی مصیبتوں اور مشکلات کو دور کر دیتا ہے۔ کاش مسلمان سمجھیں اور سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ایک نیک راہ پیدا کر دی ہے۔ اور وہ اس پر چل کر فائدہ اٹھائیں۔'' ☆☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

اور یہ ایک ایسا زبردست نشان ہوگا کہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئیگا اور ممکن ہے کہ اس سے بعض نیک دل مولویوں کو ہدایت ہو جائے اور وہ اسی الٰہی طاقت کو دیکھ لیں جو اس عاجز کے شامل حال ہے۔ لہٰذا اس ضمیمہ کے ذریعہ سے پنجاب اور ہندوستان کے تمام اُن مولویوں کو مدعو کیا جاتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ علم تفسیر قرآن اور عربی کے علم ادب اور بلاغت فصاحت میں سرآمد روزگار ہیں۔'' (ایضاً صفحہ 108)

مندرجہ بالا اشتہار میں بحیثیت مجموعی پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء کو دعوتِ مقابلہ دینے کے بعد آپؑ نے خصوصیت کے ساتھ چھیاسی (86) ایسے افراد کے نام تحریر فرمائے جو آپؑ کی مخالفت میں پیش پیش تھے اور انہیں اس مقابلہ کے لئے بلایا۔ پیر صاحب نے نہایت چالاکی اور فریب سے اس مقابلہ کو اس رنگ میں ٹالا کہ اُن کے مُریدوں میں اُن کی پردہ دری نہ ہو۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بغیر اطلاع دیئے لاہور پہنچ گئے اور وہاں سے ایک اشتہار شائع کیا کہ مجھے مرزا صاحب سے مقابلہ منظور ہے لیکن اس سے پہلے مرزا صاحب اپنے دعویٰ مسیحیت و مہدویت پر مجھ سے بحث کر لیں اور بعد اس کے اگر محمد حسین بٹالوی اور ان کے ساتھی یہ شہادت دیں کہ مرزا صاحب ہار گئے تو انہیں میری بیعت کرنی ہوگی۔ پھر بعد اس کے تفسیر قرآن کا مقابلہ بھی ہو جائے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے میری دعوت کے جواب میں کیا کارروائی کی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عنوان مندرجہ بالا کے تحت پیر صاحب کی شرمناک کارروائی، ان کی چالاکی اور مکر و فریب کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا:

''اگر پیر صاحب اس طریق فیصلہ کو منظور کر لیتے تو اُن کیلئے بہت بہتر تھا کیونکہ وہ اہل علم بھی کہلاتے ہیں اور انکے مُریدان کو قطب اور صاحب ولایت بھی سمجھتے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے منظور نہ کیا اور چونکہ کھلے کھلے انکار میں ان کی علمیت اور قطبیت پر داغ لگتا تھا اس لئے ایک چالبازی کی راہ اختیار کر کے یہ حجت پیش کر دی کہ آپ کے شرائط منظور ہیں۔ مگر اوّل قرآن و حدیث کے رُو سے تمہارے عقائد کی نسبت بحث ہونی چاہئے۔ پھر اگر مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے ساتھ کے دو اور آدمیوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ تم اس بحث میں حق پر نہیں ہو تو تمہیں میری بیعت کرنی پڑیگی۔ پھر اسکے بعد تفسیر لکھنے کا بھی مقابلہ کر لینا۔ اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا انہوں نے اس طرز کے جواب میں میری دعوت کو قبول کیا یا ردّ کیا؟ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس قسم کا ٹھٹھا اور ہنسی ہے کہ ایسے عقائد کے بحثوں میں جن میں ان کو خود معلوم ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی سب سے اوّل مخالف شخص ہے اُس کی رائے پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا مجھے سچا قرار دینا گویا اپنی قدیم مخالفت کو چھوڑنا ہے......

ماسوا اس کے پیر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ مَیں رسالہ انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ آئندہ مَیں ایسی منقولی بحثیں ان علماء سے نہیں کرونگا اور پھر کیونکر ممکن ہے کہ مَیں اس عہد کو توڑ دوں اور پیر صاحب کی جماعت کی تہذیب کا یہ حال ہے کہ گندی گالیوں کے کھلے کارڈ میرے نام ڈاک کے ذریعہ سے بھیجتے ہیں۔ ایسی گالیاں کہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چوہڑہ یا چمار بھی زبان پر نہیں لاسکتا۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ پیر صاحب کا یہ گمانِ باطل بھی توڑنے کیلئے کہ گویا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے کچھ بحث کر سکتے ہیں، اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھیج دوں۔ اگر جبی فی اللہ فاضل جلیل القدر مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہی پیر صاحب کیساتھ بحث کرنا قبول فرماتے تو ان کا فخر تھا کہ ایسے سیّد بزرگوار محدث فقیہ نے اپنے مقابلہ کیلئے ان کو قبول کیا۔ مگر افسوس کہ سیّد صاحب موصوف نے جب دیکھا کہ اس جماعت میں ایسے گندے لوگ موجود ہیں کہ گندی گالیاں ان کا طریق ہے تو اس کو مشتے نمونہ از خروارے پر قیاس کر کے ایسی مجلسوں میں حاضر ہونے سے اعراض بہتر سمجھا۔ ہاں مَیں نے پیر مہر علی شاہ صاحب کے لئے بطور تحفہ ایک رسالہ تالیف کیا جس کا نام مَیں نے تحفہ گولڑویہ رکھا ہے جب پیر صاحب موصوف اس کا جواب لکھیں گے تو خود لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے دلائل کیا ہیں اور ان کا جواب کیا۔'' (ایضاً اشتہار نمبر 232 صفحہ 120)

پیر مہر علی نے تحفہ گولڑویہ کے دلائل کا جواب تو نہیں لکھا البتہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اس کے بعد بھی پے در پے دو مزید چیلنج دیئے تا کہ لوگوں کو پیر صاحب کی اصلیت اور ان کی علمیت کا صحیح صحیح پتا چل سکے۔ ان چیلنج کا ذکر ہم انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں کریں گے۔ (منصور احمد مسرور) ......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تا کہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی - ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیر بھوم، بنگال)

طالب دعا: شیخ سلطان احمد ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیس)
99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AllCCE-0289/Raj.

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 9031: مَیں کلدیپ خان ولد مکرم نواب دین صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 34 سال تاریخ بیعت 1995، ساکن جماعت احمدیہ چڑک ضلع موگا صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/نومبر 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: بشیر خان العبد: کلدیپ خان گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10357: مَیں رجّی دیوی زوجہ مکرم بشیر خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال تاریخ بیعت 1999ء، موجودہ پتا: جماعت احمدیہ چڑک ضلع موگا صوبہ پنجاب، مستقل پتا: جماعت احمدیہ مہروں ضلع موگا صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4/دسمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/72000 روپئے، زیور نقرئی: پائل 1 جوڑی، گلے کی چین 2 عدد، ہاتھ کے کڑے 1 جوڑی (کل 20 تولہ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بشیر خان الامۃ: رجّی دیوی گواہ: ظہیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10495: مَیں باسمہ مظفر بی۔ اچ بنت مکرم مظفر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 23 سال، ساکن بیت المظفر (پانبن روڈ) ڈاکخانہ چالاڈ ضلع کنور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ایم ظفر احمد الامۃ: باسمہ مظفر گواہ: مظفر احمد

مسل نمبر 10496: مَیں عمیر احمد ولد مکرم ذیشان احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 24 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: دار الامن (یو۔اے۔ای) مستقل پتا: کنور صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2/جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/AED1500 ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: حارث۔ ایس العبد: عمیر احمد گواہ: محمد اقبال

مسل نمبر 10497: مَیں حاذق احمد ولد مکرم ایم۔ راشد طارق صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: الہ دین بلڈنگ (72 ایس۔ڈی۔روڈ) سکندرآباد صوبہ تلنگانہ، مستقل پتا: بیت الاحسان محلہ احمدیہ قادیان صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حفصہ طارق العبد: حاذق احمد گواہ: سلطان ایم الہ دین

مسل نمبر 10498: مَیں احسان احمد طلحہ ولد مکرم وسیم احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 28 سال پیدائشی احمدی، ساکن تارنا کا ضلع حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/اگست 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب تجارت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مہر الدین العبد: احسان احمد طلحہ گواہ: عرفان احمد سہگل

مسل نمبر 10499: مَیں غزالہ پروین زوجہ مکرم شیخ اختر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 44 سال پیدائشی احمدی، ساکن قدام بیڑا (کونش) ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/35,000 روپئے، زیور طلائی 103 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 111 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ غلام احمد الامۃ: غزالہ پروین گواہ: شیخ اسحٰق مبلغ سلسلہ

مسل نمبر 10500: مَیں محمد منیر الاسلام ولد مکرم عبد الجبار صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 38 سال تاریخ بیعت 2000ء، موجودہ پتا: احمدیہ مسجد مدھوکر چھیرا ڈاکخانہ سائن تھانہ کانٹی ضلع مظفر پور صوبہ بہار، مستقل پتا: مصطفیٰ ڈانگہ تھانہ نلہٹی ضلع بیر بھوم صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9/اکتوبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 1 کٹھا زمین پر مشتمل ایک رہائشی مکان بمقام مصطفیٰ ڈانگہ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7390 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید طاہر احمد العبد: محمد منیر الاسلام گواہ: نظام الدین احمد

مسل نمبر 10501: مَیں محمودہ بیگم زوجہ مکرم حمید الدین خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: ناندا پاڑا (نزد OSAP، 4th Batalion سیکٹر 21) راؤل کیلا ضلع سندر گڑھ صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/نومبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/28,500 روپئے، طلائی زیور: 1 چین، 2 ہار، 2 کان کے پھول، 1 ناک کا پھول (کل زیورات 50 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 2 جوڑی پازیب 100 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ مسیر الدین الامۃ: محمودہ بیگم گواہ: شیخ اسحٰق

نماز جنازہ حاضر

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20/نومبر 2021ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) محترمہ اقبال ملک صاحبہ بنت مکرم ملک محمد نذیر صاحب (یو۔کے)

14/نومبر 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ انتہائی پرہیزگار، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بہت ملنسار، غرباء کا خیال رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ احترام اور عقیدت کا تعلق تھا۔ چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتیں اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ ربوہ قیام کے دوران باقاعدگی کے ساتھ تبلیغی وفود کے ساتھ جایا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹے کے علاوہ پوتے پوتیاں اور بہن بھائی شامل ہیں۔ مرحومہ مکرم ملک خالد مسعود احمد صاحب ناظر اشاعت وقائمقام ناظر اعلیٰ ربوہ کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

(2) محترمہ امۃ الکریم خانم رحمان صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم یو۔کے

16/نومبر 2021ء کو 86 سال کی عُمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی حضرت بابو محمد وزیر خان صاحبؓ اوورسیئر قادیان کی بیٹی اور حضرت صوفی نبی بخش صاحب لاہوریؓ کی نواسی تھیں۔ بہت دیندار، عبادت گذار، چندہ کی ادائیگی میں باقاعدہ، خلافت سے دلی محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی ایک نیک بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحومہ جماعت کے معروف شاعر مکرم محمد جلیل الرحمٰن جمیل صاحب کی والدہ اور مکرم سردار نصیر الدین ہمایوں صاحب (کارکن حفاظت خاص اسلام آباد۔ یوکے) کی خوش دامنہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگ خواتین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate

HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201

Contact Number : 09440023007, 08473296444

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.

Love For All, Hatred For None

AT. TISALPUR. P.O RAHANJA

DIST. BHADRAK, PIN-756111

STD: 06784, Ph: 230088

TIN : 21471503143

JMB

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 10 - February - 2022 Issue. 6

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت ﷺ کے طے فرمودہ معاہدے کو مضبوطی سے تھامے رہو، اللہ کی قسم آپؐ یقیناً حق پر ہیں، ہم ضرور بیت اللہ میں پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4؍فروری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے غزوہ بنوقریظہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے آپکی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اگر آپ کو دنیاوی زینت والے لباس میں دیکھیں گے تو ان میں اسلام قبول کرنے کی خواہش زیادہ ہوگی پس آپ وہ حلہ زیب تن فرمائیں جو حضرت سعد بن عبادہ نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایسا کروں گا۔ اللہ کی قسم اگر تم دونوں میرے لئے کسی ایک امر پر متفق ہو جاؤ تو میں تمہارے مشورے کے خلاف نہیں کہتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا ابن خطاب کی مثال فرشتوں میں سے جبرائیل کی سی ہے۔ اللہ نے ہر امت کو جبرائیل کے ذریعہ ہی ہلاک کیا ہے اور انکی مثال انبیاء میں سے حضرت نوح کی سی ہے جب انہوں نے کہا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ اے میرے ربّ کافروں میں سے کسی کو زمین پر بستا ہوا نہ رہنے دے اور ابوبکر کی مثال فرشتوں میں میکائیل کی مانند ہے۔ جب ابوبکر مغفرت طلب کرتا ہے تو انبیاء میں اسکی مثال حضرت ابراہیم کی مانند ہے جب انہوں نے کہا فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ یقیناً مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت سعد بن معاذ پر جب نزاع کی کیفیت تھی تو حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمران کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اُس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے مَیں حضرت عمر کے رونے کی آواز کو حضرت ابوبکر کے رونے کی آواز سے الگ پہچان رہی تھی جبکہ میں اپنے حجرے میں تھی۔ یعنی یہ دونوں اس وقت حضرت سعد کی نزاع کی کیفیت کو دیکھ کر رو رہے تھے۔

عُروہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب قریش کی طرف سے باہم گفت وشنید کیلئے آیا تو اُس نے آنحضرت ﷺ سے کہا اگر قریش غالب ہوئے تو اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھیوں کے چہروں کو دیکھ رہا ہوں جو ادھر ادھر سے اکٹھے ہو گئے ہیں وہ بھاگ جائیں گے اور تمہیں چھوڑ دیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے عروہ بن مسعود سے نہایت سخت الفاظ میں کہا کہ جاؤ جاؤ جا کر اپنے بت لات کو چومتے پھرو۔ اس پر عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابوبکر۔ عروۃ نے کہا دیکھو اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جسکا میں نے ابھی تک تمہیں بدلہ نہیں دیا تو میں اسکا تمہیں جواب دیتا۔ حضرت ابوبکر کا احسان یہ تھا کہ ایک معاملے میں عروہ پر دیت جب واجب ہوئی تو حضرت ابوبکر نے دس گابھن اونٹنیوں کے ساتھ اسکی مدد کی تھی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عمرؓ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ کہتے ہیں مَیں نے کہا ابوبکر کیا حقیقت میں آنحضرت ﷺ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا تو پھر ہم اپنے دین سے متعلق ذلت آمیز شرط کیوں قبول کریں۔ اس وقت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے مرد خدا بیشک آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور رسول اپنے رب کی نافرمانی نہیں کیا کرتا اور اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا۔ تقریباً وہی الفاظ دہرائے حضرت ابوبکر نے جو آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمائے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمر کو کہا کہ آپ ﷺ کے طے فرمودہ معاہدے کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اللہ کی قسم آپ یقینا حق پر ہیں۔ حضرت عمر کہتے ہیں میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ ہم سے نہیں کہتے تھے کہ ہم ضرور بیت اللہ میں پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بیشک لیکن کیا آنحضور ﷺ نے یہ بھی بتایا تھا کہ تم اسی سال وہاں پہنچو گے؟ حضرت عمر کہتے ہیں اس پر میں نے کہا نہیں۔ تو اس پر حضرت ابوبکر نے کہا پھر تم ضرور وہاں پہنچو گے اور اس کا طواف ضرور کرو گے۔ حضرت عمر کہتے تھے میں نے اس غلطی کی وجہ سے بطور کفارہ کئی نیک عمل کئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ کعبہ کے طواف کیلئے تشریف لے گئے تو کفار مکہ نے خبر پا کر اپنے ایک سردار کو آپ کی طرف روانہ کیا کہ وہ جا کر کہے کہ اس سال آپ طواف کے لئے نہ آئیں۔ وہ سردار آپ کے پاس پہنچا اور بات چیت کرنے لگا۔ بات کرتے وقت اس نے آپ کی ریشِ مبارک کو ہاتھ لگایا کہ آپ اس دفعہ طواف نہ کریں اور کسی اگلے سال پر ملتوی کر دیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ایشیا کے لوگوں میں دستور ہے کہ جب وہ کسی سے بات منوانا چاہتے ہوں تو منت کے طور پر دوسرے کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگاتے ہیں یا اپنی ڈاڑھی کو ہاتھ لگا کر کہتے ہیں کہ دیکھو میں بزرگ ہوں اور قوم کا سردار ہوں میری بات مان جاؤ چنانچہ اس سردار نے بھی منت کے طور پر آپ کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔ یہ دیکھ کر ایک صحابی آگے بڑھے اور اپنی تلوار کا ہتھہ مار کر سردار سے کہا اپنے ناپاک ہاتھ پیچھے ہٹاؤ۔ سردار نے تلوار کا ہتھہ مارنے والے کو پہچان کر کہا تم وہی ہو جس پر میں نے فلاں موقع پر احسان کیا تھا یہ سن کر وہ صحابی خاموش ہو گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ سردار نے پھر منت کے طور پر آپ کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا اتنے میں ایک شخص آگے بڑھا جو سر سے پاؤں تک خود اور زِرہ میں لپٹا ہوا تھا اور بڑے جوش کے ساتھ سردار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ہٹا لو اپنا ناپاک ہاتھ۔ یہ حضرت ابوبکر تھے۔ سردار نے جب ان کو پہچانا تو کہا ہاں میں تمہیں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ تم پر میرا کوئی احسان نہیں ہے۔

ذوالقعدہ چھ ہجری میں صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلح نامہ لکھا گیا تو اس معاہدے کی دو نقلیں تیار کی گئیں اور بطور گواہ کے فریقین کے متعدد معززین نے ان پر دستخط کئے مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں حضرت ابوبکرؓ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں صلح حدیبیہ سے بڑی کوئی اور فتح نہیں ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سریہ حضرت ابوبکر کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: آنحضرت ﷺ نے صحابہ کا ایک دستہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی کمان میں بنوفزارہ کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ اس وقت مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار تھا اور اس دستہ میں سلمہ بن اکوع بھی شامل ہوئے جو مشہور تیرانداز اور دوڑنے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔

غزوہ خیبر کے بارے میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ محرم 7 ہجری میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں یہود کے بہت سے قلعے تھے جن میں سے بعض کے آثار اب بھی باقی ہیں۔ ان قلعوں کو مسلمانوں نے غزوہ خیبر میں فتح کیا تھا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز اور یہود کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ ایک قلعہ کی فتح کیلئے حضرت ابوبکر امیر لشکر ہو کر گئے جو آپ کے ہاتھ پر فتح ہوا دوسرے قلعہ پر حضرت عمر کو مقرر کیا گیا وہ بھی کامیاب ہوئے۔ تیسرے قلعہ کو سر کرنے کی مہم محمد بن مسلمہ کے سپرد ہوئی لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا صبح میں ایسے شخص کو امیر لشکر بنا کر علم دوں گا جو خدا اور اسکے رسول کو بہت دوست رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ سے قلعہ فتح ہو گا۔ چنانچہ حضرت علی کو علم عنایت ہوا اور قلع قموس فتح ہوا۔

جب خیبر فتح ہوا، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ایک سو وسق غلہ اور کھجوریں عطا فرمائیں۔ ایک وسق جو ہے وہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع اڑھائی کلو کا ہوتا ہے اس طرح تقریباً تین سو پچھتر من غلہ بنتا ہے جو حضرت ابوبکر کے حصہ میں آیا۔

سریہ حضرت ابوبکر بطرف نجد: اس کے بارے میں لکھا ہے کہ نجد میں بنو کلاب مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہوئے تو حضرت ابوبکر کو ان کی سرکوبی کیلئے رسول اللہ ﷺ نے وہاں بھیجا۔ یہ سریہ شعبان ہجری میں ہوا۔ حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو بھیجا اور ہم لوگوں پر ان کو امیر بنایا۔

غزوہ فتح مکہ رمضان 8 ہجری میں ہوا۔ اسکی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے کہا کہ میرا سامانِ سفر باندھنا شروع کرو۔ انہوں نے رختِ سفر باندھنا شروع کیا اور حضرت عائشہ سے کہا کہ میرے لئے ستو وغیرہ یا دانے وغیرہ بھون کر تیار کرو۔ حضرت ابوبکر گھر میں بیٹی کے پاس آئے اور انہوں نے یہ تیاری دیکھی تو پوچھا عائشہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا رسول اللہ کسی سفر کی تیاری میں ہیں؟ کہنے لگیں سفر کی تیاری ہی معلوم ہوتی ہے آپ ﷺ نے سفر کی تیاری کیلئے کہا ہے۔ حضرت ابوبکر نے اس پر کہا کوئی لڑائی کا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تو کچھ پتہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرا سامانِ سفر تیار کرو اور ہم ایسا کر رہے ہیں۔ دو تین دن کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو بلایا اور بتایا کہ قریش نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اب یہ ایمان کے خلاف ہے کہ ہم ڈر جائیں اور مکہ والوں کی بہادری اور طاقت دیکھ کر ان کے مقابلہ کیلئے تیار نہ ہو جائیں۔ ہم نے وہاں جانا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت ابوبکر نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے تو ان سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور پھر وہ آپ کی اپنی قوم ہے۔ مطلب یہ تھا کہ کیا آپ اپنی قوم کو ماریں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہم اپنی قوم کو نہیں ماریں گے معاہدہ شکنوں کو ماریں گے۔ پھر حضرت عمر سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ بسم اللہ میں تو روز دعائیں کیا کرتا تھا کہ یہ دن نصیب ہو اور ہم رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں کفار سے لڑیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ابوبکر بڑا نرم طبیعت کا ہے مگر قولِ صادق عمر کی زبان سے زیادہ جاری ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیاری کرو۔ پھر آپ نے اردگرد کے قبائل کو اعلان بھجوایا کہ ہر شخص جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے وہ رمضان کے ابتدائی دنوں میں مدینہ میں جمع ہو جائے۔ چنانچہ لشکر جمع ہونے شروع ہوئے اور کئی ہزار آدمیوں کا لشکر تیار ہو گیا اور آپ لڑنے کیلئے تشریف لے گئے۔

مسلمانوں کا قافلہ عشاء کے وقت مرالظہران میں اترا۔ مرالظہران مکہ سے مدینہ کے راستے پر پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپؐ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا تو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ روشن کی۔ قریش غمگین تھے کیونکہ انہیں یہ ڈر تھا آپ ان سے جنگ کریں گے۔ جب یہ قافلہ وہاں ٹھہر گیا اور دس ہزار جگہوں پر آگ روشن ہو گئی تو قریش نے ابوسفیان کو بھیجا کہ وہ حالات معلوم کرے۔ انہوں نے کہا اگر تُو محمد ﷺ سے ملے تو ہمارے لئے اُن سے امان لے لینا۔ ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ روانہ ہوئے۔ جب انہوں نے لشکر دیکھا تو سخت پریشان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رات پہرے پر حضرت عمر کو نگران مقرر فرمایا۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کی آواز سنی تو پکار کر کہا کہ ابوحنظلہ (یہ ابوسفیان کی کنیت ہے) اس نے کہا لبیک اور حضرت عباس پوچھا سے کہ تمہارے پیچھے کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ دس ہزار لشکر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ حضرت عباس نے ابوسفیان کو پناہ دی اور اسکو اور اسکے دونوں ساتھیوں کو آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ تینوں اسلام لے آئے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad